رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

# THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

# الحکم

ہفتہ وار

دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چو یکم با تو گرآئی بہادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی
عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی
(مجاہد مصری)

چندہ
والیان ریاست سے ۵۰ر
روساو امراء سے عہ،
معاونین سے عہ،
عوام سے ہمہ،
ممالک غیر سے ۴ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷/۱۴/۲۱/۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

جلد ۳۷ | قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ یوم جمعۃ المبارک | نمبر ۳۵

## الحکم کے اجراء پر

### حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار مسرت

### بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان مہیا کر دے (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائی ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے

اللّٰھم آمین

خاکسار

**مرزا محمود احمد**

## دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت اس ہفتہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی

(۲) حضرت ام المومنین متعنا اللہ بطول حیاتہا اور دیگر تمام ممبران خاندان نبوت بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

(۳) ۱۴ر ستمبر جمعہ کی نماز حضور نے پڑھائی۔ کارکنوں اور نظارتوں کے کاموں کے متعلق زریں ہدایات فرمائیں۔

### قادیان کے غیر احمدیوں میں دو پارٹیاں

۱۴ر ستمبر کو قادیان کے غیر احمدیوں میں دو پارٹیاں بن گئی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ احرار سے تعلق مفید نہیں ہو سکتا وہ الگ ہو گئے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم احراری مولوی کے پیچھے جمعہ نہیں پڑھیں گے چنانچہ انہوں نے خوجوں والی مسجد میں جو **الحکم سٹریٹ** میں ہے نماز پڑھنی چاہی۔ احراری لڑنے تیار ہو گئے مجسٹریٹ کو بلوایا جنہوں نے حکماً نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اس لئے اس فریق نے باہر کھلے میدان میں نماز پڑھی۔

### شر انگیز جلسہ

اُسی شب مسجد ارائیاں میں احرار نے ایک شر انگیز جلسہ کیا اور اس میں ہمارے سلسلہ کے خلاف بہت کچھ بے ہودہ سرائی کی گئی۔ مولوی عبد الغفار غزنوی اور حاجی عبد الرحمان پٹیالوی موجود تھے انہوں نے سخت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔

### ایک سکھ کی عقیدت مندی

۲۲ر ستمبر کی شام کو سردار جیون سنگھ صاحب نے اپنی شادی کی خوشی میں حضرت اقدس کو ایک دعوت اظہار عقیدت کے لئے دی۔ حضور کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی تھے نیز اور بہت سے خدام موجود تھے۔ کھانا مسلمان باورچیوں نے پکایا اور ہماری جماعت کے نوجوانوں نے کھلایا۔ حضور نے کھانا کھانے کے بعد ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ دعا کے بعد سردار پرتاپ سنگھ نے جو جیون سنگھ کا بڑا بھائی ہے ایک پگڑی تھال میں لگا کر پیش کی جو حضور نے ان کے سخت اصرار پر قبول فرمائی

**محلہ دار کمیٹیاں** بڑی ہمت سے کام کر رہی ہیں

**محلہ دار البرکات** میں مسجد بنانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ پانچ آدمیوں کی ایک کمیٹی مرتب کی گئی ہے جس کے ممبر حسب ذیل حضرات ہوں گے حاجی محمد اسمٰعیل صاحب۔ منشی محمد الدین صاحب۔ ملک محمد طفیل صاحب۔ مولوی فضل الٰہی صاحب قاضی عبد المجید صاحب۔ اس محلہ نے باقاعدہ درس کا بھی سلسلہ شروع کر دیا ہے چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب سابق مبلغ افریقہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں اور مولوی عطاء محمد صاحب کتب مسیح موعود کا۔

**جلسہ** ۱۸ر ستمبر۔ رات کو جلسہ کیا گیا مولوی عبد الرحمان صاحب انور نے تقریر کی اور منشی محمد الدین صاحب نے چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق تحریک کی۔

**محلہ دار الفضل** میں زکوٰۃ نصاب کے متعلق لینے کے لئے پوری سرگرمی سے کام کیا جا رہا ہے

### درخواست دعاء

حضرت منشی ظفر احمد صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ ان کا وجود بہت قیمتی ہے۔ الحکم کے قارئین ان کی روایات سیرۃ المہدی میں پڑھ چکے ہیں ان سے ان کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان سے کیسی محبت تھی۔

جماعت کو چاہیئے کہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرماوے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت دے اور وہ ہم میں دیر تک زندہ رہیں۔ آمین۔

دار الحکم ہفتہ میں الفضل [illegible] کی گورنمنٹ بنادی گئی ہے اور ہفتہ میں دو مرتبہ پرچہ ہوتی ہے

# انصار الحکم کا اپنا صفحہ

## زنجبار سے چودھری محمد شاہ نواز صاحب کا خط

زنجبار سے چودھری محمد شاہ نواز خان صاحب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اس میں انہوں نے چند ایک تجاویز الحکم کی بہتری کے لئے لکھی ہیں۔ جن پر دفتر الحکم شکریہ سے غور کرے گا۔ اور جلد سے جلد بعض تجاویز کو عمل میں لانے کی سعی برتے گا۔ ان تجاویز کے علاوہ وہ الحکم کے متعلق لکھتے ہیں۔

"الحکم نئی شان اور نئے سامانوں کے ساتھ باقاعدہ نکل رہا ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ کا عزم اس دفعہ کوہ طور سے زیادہ مضبوط ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ الحکم کو اب تادم زیست جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔"

## لیگوس سے مولانا فضل الرحمن صاحب مبلغ کا گرامی نامہ

مولانا لکھتے ہیں۔ کہ "یہ خط آج سے ایک ماہ قبل مجھے لکھنا چاہئے تھا۔ مگر کثرت کار اور تفکرات اور پریشانیوں کے باعث جو سفروں میں اکثر ان لوگوں کو شامل حال رہتی ہیں۔ جن کے حالات غریب احمدی مبلغوں کی طرح ہوتے ہیں۔ میں اپنے اس ارادہ کو آج سے قبل عملی جامہ پہنانے سے عاجز رہا۔ اور میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ کہ اگر میں نے ان الفاظ کو جو میرے دل و دماغ میں چکر کھا رہے ہیں۔ سپرد قلم نہ کردیا۔ تو میں اپنے ضمیر کا خون کرونگا۔

اخی المکرم مولانا مصباح الدین صاحب کے ایک خط سے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ الحکم ہاں وہ الحکم جسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں وہ کام کیا۔ جو اموال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا تھا۔ ازسر نو شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ خوشخبری تھی۔ کہ انہوں نے برادرم مکرم شیخ محمود احمد صاحب مجاہد مصر کو کہدیا ہے۔ کہ الحکم مجھے بھیجا کریں۔ اب یہ انتظار باقی رہی۔ کہ دید سے آنکھیں کب سرور حاصل کریں گی۔ مگر اس کے آنے میں دیر کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ ان کو معلوم تھا۔ کہ میں گولڈکوسٹ سے نائیجیریا آچکا ہوں۔ اور انہوں نے پرانا نائیجیریا کا پتہ دیدیا۔ مگر میں بعض وجوہ سے یہاں جلدی آجانے سے قاصر رہا۔ اور الحکم یہاں سے مس ڈائرکٹ ہوکر جانے کے باعث مجھے دیر سے ملا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ مل گیا۔ اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

کلید در جنت گم گشتہ بود۔ پیدا شد

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے مقدس رسول تھے۔ جیسا کہ یقیناً آپ تھے۔ تو پھر آپ کے کلمات طیبہ کے سوا جنت کی اور کونسی کنجی ہوگی۔ پس میں آپ کو اس کے دوبارہ اجراء پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے۔ ہمت میں برکت دے۔ استقلال عطا کرے۔ کہ آپ یہ مائدہ آسمانی ہم گرسنگان روحانیت کے لئے ہمیشہ بہم پہونچاتے رہیں۔"

## شموگہ سے کے ایم عابد شریف کا خط

آپ تحریر فرماتے ہیں "یہ سنکر خوشی حاصل ہوئی کہ اخبار الحکم شائع ہو رہا ہے۔ کیونکہ اخبار مذکور حضرت اقدس کے زمانہ کا ہونے کی وجہ سے اس کے اجراء سے ہر احمدی مسرت حاصل کرتا ہے۔"

**صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب** شملہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ ایکدفعہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے سامنے جب آپ نے الحکم کے احیاء کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ الحکم کا مقصد وحید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **تحریرات۔ مکتوبات۔ اور ملفوظات** کو شائع کرنا ہونا چاہئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہ ان کی یہ پاکیزہ خواہش پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے مورخ کو دیر تک زندہ رکھے۔

مجھے بچپن سے الحکم اور بدر کے پرانے فائل پڑھنے کا شوق ہے۔ میں جب انہیں پڑھتا۔ تو مجھے خیال آتا۔ کہ جب خدا کے مسیحؑ کے **الہامات اور حالات** تازہ تازہ شائع ہوتے۔ تو جماعت کا ایمان کس قدر بڑھتا ہوگا۔

تاہم نئی نسلوں کو تو موجودہ الحکم بھی اسی طرح نظر آتا ہے خدا کے فرستادہ کی پیاری باتیں۔ ہمارے لئے تو بالکل نئی ہیں۔ میں تو غیر مبایعین حضرات کو بھی کہا کرتا ہوں۔ کہ ان کو چاہئے۔ کہ الحکم خریدا کریں۔ کیونکہ انہیں باتوں کے لئے وہ پہلے بھی تو الحکم خریدا کرتے تھے۔"

## قریشی محمود احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ محمود آباد سیٹلمنٹ کا گرامی نامہ

"الحکم بفضلہ تعالیٰ اپنی نئی شان میں بہت ہی عمدہ طور پر ایک نہایت ضروری خدمت سلسلہ انجام دے رہا ہے۔ اور اس قدر دلچسپ ہوتا ہے۔ کہ بغیر ختم کئے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ میری دلی تمنا ہے۔ کہ آپ اس پاکیزہ اور قیمتی سلسلہ کو جاری رکھیں۔"

## الحکم کا ایک مفت پرچہ

حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی رضؓ سلسلہ کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ انکی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے انکے بڑے صاحبزادے قریشی محمد یوسف صاحب کی طرف سے ایک خریدار کی قیمت دیگئی تھی۔ تاکہ بنگال کے ایک مخلص اور غریب احمدی کو یہ پرچہ جاری کردیا جائے جو انکی خواہش کے مطابق کردیا گیا تھا۔

اب حضرت قریشی صاحب کی صاحبزادی محترمہ عزیزہ اعظم صاحبہ کی طرف سے حیدرآباد سے ایک خریدار کی قیمت موصول ہوئی ہے تاکہ کسی ایک مخلص صحابی کے نام قریشی صاحب کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے ایک پرچہ جاری کردیا جائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

یہ پرچہ کسی ایسے مخلص احمدی کو دیا جائیگا۔ جو حضرت مسیح موعود کا صحابی ہو۔ اور خود پرچہ منگانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور حضرت قریشی صاحب کے لئے اس پرچہ کے عوض دعائے خیر بھی کرتا رہے۔

(مینیجر)

## حسرتناک موت

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ اس ہفتہ بھی سلسلہ کی ایک معزز خاتون عین عالم جوانی میں انتقال کر گئیں۔ آپ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے۔ ناظر اعلےٰ کی حرم محترم تھیں۔ مرحومہ کا انتقال ۱۷ ستمبر کو پانچ بجے شام کو ہوا ان کو اسہال کی شکایت تھی۔ جو بگڑ کر پیچش کی صورت اختیار کر گئی۔ اس تکلیف کی حالت میں ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی۔ وفات سے قبل پیچش قریباً جاتی رہی مگر بخار شروع ہو گیا۔ جس نے اس قدر شدت اختیار کرلی۔ کہ جان لیکر چھوڑی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ مرحومہ کی وفات شام کو ہوگئی تھی۔ مگر عام طور پر اطلاع رات کو پھیلی۔ علی الصباح جماعت کے افراد ہر طرف سے چودھری صاحب کی کوٹھی پر جمع ہوگئے۔ اس وقت نظارہ بہت ہی حسرتناک تھا۔ ہر شخص جب اس کوٹھی اور اس کی رونق اور اس کے اردگرد درختوں کے پُر فضاء منظر پر پھر اس جوانا مرگی پر نظر ڈالتا۔ تو اس کا دل حسرت و رنج سے بھر جاتا۔ اور دنیا کی ناپائیداری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتی۔ مرحومہ نے ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۶ سال اپنے شوہر کے ساتھ بسر کرکے اپنی یادگار چار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔ جن میں ایک نوزائیدہ بچی ہے۔ جو ماں کی وفات کے وقت پندرہ دن کی تھی۔

چودھری صاحب کو ۷ سال قبل ایسا ہی صدمہ پیش آیا تھا۔ جبکہ ان کی پہلی بیوی ۴ گھنٹے کی نوزائیدہ بچی چھوڑ کر فوت ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بچی بچ گئی۔ اور اب ۷ سال کی ہے۔ امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس بچی کو بھی زندہ رکھے گا۔

حضرت اقدس نے باغ میں خود جنازہ پڑھایا اور لمبی دعا کی۔ باغ تک جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔

مرحومہ میرزا محمود بیگ صاحب جو گوجرہ میں تاجر ہیں کی لڑکی تھیں۔ میرزا صاحب بڑے نیک اور متقی انسان ہیں ان کے لئے یہ امتحان بہت شدید تھا۔ مگر انہوں نے نہایت صبر سے اس پیالہ کو پیا۔

ہم کو اس شدید صدمہ میں چودھری صاحب موصوف اور میرزا صاحب قبلہ سے قلبی ہمدردی ہے۔

## جنازہ غائب

حاجی غلام جبار صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ بریلی ۱۵/۱۴ کی درمیانی شب کو رحلت فرما گئے۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے۔ مرحوم ہر دلعزیز ہونے کے علاوہ سلسلہ کے لئے ایک خاص جوش اور تڑپ رکھتے تھے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

(محمد یونس)

# سیرۃ المہدی کا ایک ورق

## حضرت حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک کی روایات

نمبر ۴

(۲۲)

حافظ نور محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کا زمانہ تھا (۱۸۹۴ء عرفانی) ۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ خطبہ فرماتے تھے ۔ کہ ہمارا بڑی قوم سے مقابلہ ہے ۔ سب احباب دعا کریں ۔ حضرت اقدس نے روزے رکھنے اور تہجد کی ہدایت فرمائی ہوئی تھی ۔ لوگ ان دنوں بڑی مسجد (مسجد اقصیٰ) میں ساری ساری رات دعائیں کرتے تھے ۔ میں بھی گاؤں سے آکر ایک ایک دو دو دن شامل ہوا کرتا تھا ۔ پیر سراج الحق صاحب ۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی ہوتے تھے یہ سب لوگ دعائیں کرتے تھے ۔ ایک رات پیر سراج الحق صاحب سوئے ہوئے تھے اور ان کی زبان پر یہ جاری ہوا

### کطئی السجل

جب وہ پیشگوئی کا دن آیا ۔ تو ہم یہاں حاضر تھے ۔ لوگوں نے اپنی اپنی خوابیں سنائیں ۔ میں نے بھی خواب سنائی کہ ایک بڑی جوں ماری ہے ۔ حضرت صاحب اوپر (مسجد مبارک کی چھت پر ۔ عرفانی) بیٹھے ہوئے تھے ۔ خان صاحب محمد خان صاحب کپورتھلوی نے بتایا کہ حضرت صاحب نے فرمایا میاں نور محمد کی خواب بہت اچھی ہے ۔ **جوں مارنا اچھا ہے** ۔ ہم اپنے گاؤں میں چلے گئے ۔ تو لوگ ہمکو مخول کرتے تھے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اور وہ (آتھم) نہیں مرا ۔ ہم بڑے شرمندہ تھے ۔ تین دن باہر نہ نکلے ۔ تیسرے دن میں اور میاں چراغ علی صاحب جو حافظ حامد علی صاحب کے حقیقی چچا تھے ۔ شام کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اسوقت اور کوئی مہمان نہ تھا ۔ صرف ہم **دو ہی** تھے ۔ حضرت صاحب مسجد میں تشریف لائے ہم نے عرض کیا کہ حضرت لوگ ہم کو مخول کرتے ہیں ۔ اور ہم کو کوئی جواب نہیں آتا آپ نے فرمایا یکتم ایمانہ ۔ مشکلات کے وقت پوشیدہ ایمان بھی فائدہ دے جاتا ہے ۔ اسپر آپ نے بڑی لمبی تقریر فرمائی [illegible] میں کچھ شبہ پیدا ہوا ۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ میں منافق ہوں ۔ اسوقت مجھے حنظلہ صحابی کی حدیث یاد آئی جو مشکوٰۃ میں ہے ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے نکلا تو حضرت ابوبکر مجھے ملے ۔ انہوں نے کہا حنظلہ کیا حال ہے ؟ اس نے جواب دیا انا نافق اور کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو حالت اور ہوتی ہے اور جب گھر جاتے ہیں تو وہ حالت نہیں رہتی ۔ غرض حنظلہ اور حضرت ابوبکر رضؓ آنحضرت کے حضور پہنچے ۔ اور حضورؐ نے حنظلہ سے پوچھا کہ کیا حال ہے ؟ تو اس نے وہی پہلا جواب دیا ۔ آپنے فرمایا کہ اگر ایسی حالت ہمیشہ رہے ۔ تو فرشتے تمہارے بستروں پر آکر مصافحہ کریں ۔

میری بھی یہی حالت تھی حنظلہ کی طرح اپنے آپ کو منافق سمجھتا تھا ۔ ساری رات میں سخت پریشان رہا کہ میرا ایمان جاتا رہا ۔ ایسی حالت میں ہم تینوں نے صبح کی نماز پڑھی

### حضرت اقدس امام تھے ۔

حضور نماز کے بعد مسجد کے اوپر والی کوٹھری میں تشریف لے گئے میں پریشان ہو کر اسی جگہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ۔ ایسی حالت میں مجھے ایک اور آواز آئی اور وہ یہ تھی

نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

الیہ کے ساتھ ایک ہاتھ دیکھا جو حضرت صاحب کی طرف **اشارہ** کرتا تھا ۔ اس آواز کے ساتھ میرا دل نور سے بھر گیا اور رؤاں رؤاں روشن ہو گیا ۔ یہ ہاتھ کہنی تک تھا جو ہلتا ہوا حضرت صاحب کی طرف اشارہ کرتا تھا ۔ پھر میں اپنے گاؤں کو چلا گیا ۔ اگلے روز صبح کو میں اپنے گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھ کر لیٹ گیا ۔ تو اسوقت مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا جسپر یہ لکھا ہوا تھا

### یونس اذ ابق

تیسرے دن پھر صبح کو دیکھا کہ ایک احمدیوں کے گاؤں میں گیا ہوں انھوں نے میری بڑی تعظیم کی اور خوشی کی ہے ۔ ان میں کوئی مولوی ہے جو مجھے کہتا ہے فانتقمنا کے کیا معنی ہیں ۔ میں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں کہ ہم بدلہ لینگے ۔ اس کے بعد حضرت نے ایک رسالہ انوار الاسلام لکھا ۔ اور اس میں یہ لکھا ہے کہ ایک فرشتہ ہمیں ملا اس نے کہا کہ

### جئت من حضرۃ الوتر

اور اس نے کہا کہ کیا حال ہے لوگ تو پھرتے جاتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ کیا تم بھی پھر گئے اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ۔

**نوٹ :-** اگرچہ بعض محترم احباب چاہتے ہیں کہ نوٹوں کو کم کیا جاوے ۔ میں بھی اسے پسند کرتا ہوں ۔ لیکن بعض اوقات غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے ۔ اور چونکہ جماعت کے عام طبقہ کی تربیت اور تفہیم و تعلیم بھی زیر نظر ہوتی ہے ۔ اس لئے بعض باتوں کو ذرا کھول دیا جاتا ہے ۔ حافظ صاحب کی اس روایت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک **طرز عمل** پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ ہر مشکل کو [illegible] دعاؤں کے ذریعہ چاہتے تھے ۔ اور اسکے لئے **تہجد** اور روزے کو نہایت ضروری سمجھتے تھے ۔

دوسری بات یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالےٰ کے مامورین و مرسلین کی **قوت قدسی** میں اس قدر عرصہ ہے ۔ کہ بعض اوقات وہ ان کیفیتوں اور تجلیوں کو جو ان پر وارد ہوتی ہیں ۔ دوسروں پر بھی ڈال دیتے ہیں ۔ حافظ صاحب نے اس واقعہ کی تاریخ **انوار الاسلام** کی اشاعت میں بتائی ہے ۔ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق حضور نے سب سے پہلا اعلان ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو لکھا تھا ۔ جو ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر کے مطبع ریاض ہند میں شائع ہوا اور باہر کی پبلک میں سب سے پہلے اسے خاکسار عرفانی نے جماعت امرتسر کو سنایا ۔ پھر متعدد اشتہار انعامی شائع ہوئے ۔ اور اس مجموعہ کا نام انوار الاسلام رکھ کر شائع کر دیا گیا ۔ جس الہام کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں حافظ صاحب کچھ بھول گئے ہیں ۔ اس کے اصل الفاظ دے دیتا ہوں ۔ فرماتے ہیں کہ :-

"ایک کشف میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں ۔ تب میں نے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ

جئت من حضرۃ الوتر

یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے ۔ تب میں اس کو ایک طرف خلوت میں لے گیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں ۔ مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا **ہم تو تمہارے ساتھ ہیں**" (انوار الاسلام ص۲۵)

(۲۳)

ایکدفعہ ایام جلسہ میں آپ مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے ۔ دوسرا یا تیسرا جلسہ تھا ۔ فرمایا یہ آیت جو ہے

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

اس میں جنتان کے یہ معنی ہیں کہ جب انسان مومن اور متقی ہو جاتا ہے ۔ تو اس دنیا میں بھی جنت ہے ۔ اور اس دنیا میں بھی آپنے اسپر ایسی تقریر کی کہ حاضرین پر جو تھوڑے ہی تھے رقت طاری ہو گئی ۔ یہ عشاء کا وقت تھا ۔ حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم نے جماعت کرائی اور سورۃ مریم کا پہلا اور دوسرا رکوع پڑھا ۔ لوگوں پر اسقدر رقت طاری ہوئی کہ اکثروں کی چیخیں نکل گئیں وہ سنی جاتی تھیں ۔

**نوٹ :-** حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ عموماً جہری نمازوں میں سورہ مریم پڑھا کرتے تھے ۔ لیکن ان کا یہ معمول تھا کہ اسے فجر کی نماز میں پڑھتے ۔ اور اس موقع پر کسی قلبی جوش کے ماتحت عشاء کی نماز میں پڑھ لیا ہوگا ۔ اس زمانہ میں یعنی حضرت اقدس کے عہد سعادت میں علی العموم نمازوں میں رقت اور خشوع خضوع کا اثر نمایاں ہوتا تھا ۔ کوئی نماز ایسی نہ ہوتی تھی جس میں کسی نہ کسی تائب میں خشیت الٰہی نے چیخوں کی صورت اختیار نہ کی ہو (عرفانی)

(۲۴)

**ایک دفعہ** کا ذکر ہے کہ آپنے آیۃ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان پڑھ کر فرمایا **احسان** کے یہ معنی ہیں کہ محض اللہ کی رضا کے لئے کرے اور ایتاء ذی القربیٰ کے یہ معنی ہیں کہ جیسے انسان اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور نیکی کرتا ہے تو اسے معاوضہ کا خیال نہیں ہوتا بلکہ دلی جوش سے کرتا ہے نہیٰ عن الفحشاء کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا تعالےٰ کی رضا ہی کے لئے بری باتوں سے رکتا ہے ۔

## (۲۵)

**ایک دفعہ** کا ذکر ہے کہ میں قادیان میں آیا ہوا تھا میاں نظام الدین صاحب باغبان پورہ والے قادیان میں آئے ہوئے تھے اُنھوں نے حافظ حامد علی صاحبؓ سے کہا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کرنا چاہتا ہوں حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔ لیکن اُنھوں نے جب بہت اصرار کیا تو آپ ملاقات کے لئے **گول کمرہ** میں تشریف لے آئے۔ میاں نظام الدین۔ مرزا کمال الدین۔ مرزا امام الدین صاحبان کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آ کر بیٹھ گئے۔ غفارا کشمیری بھی ساتھ تھا۔ میاں نظام الدین صاحب نے السلام علیکم کے بعد کہا کہ مجھے آپ کی ملاقات کا شوق تھا۔ اس لئے قصداً قادیان کا مقام رکھا۔ میرے نانا مہر نبی بخش صاحب بھی بزرگوں کے معتقد تھے **میں محض آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں**۔ اُنھوں نے پھر یہ کہا کہ حضور مرزا سلطان احمد صاحب سے کیوں ناراض ہیں۔ مرزا صاحب اسوقت لاہور میں نائب تحصیلدار تھے۔ حضرت اقدس نے پوچھا کہ آپ کے کوئی اولاد ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ تین ہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا وہ فرمانبردار ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ وہ اسکول چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا تھا اس کی (مرزا سلطان احمد صاحب) کہ تبدیلی ترقی پر ہوتی تھی مگر اس نے لاہور کو نہیں چھوڑا۔ میاں نظام الدین صاحب نے کہا کہ لاہور میں تو لوگ ان کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ بلکہ آپکے خلاف بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا **جو اللہ اور رسول کا تابعدار نہ ہو میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا**۔ پھر اس نے کہا کہ میری آنکھیں خراب ہیں دعا کریں۔ آپ نے فرمایا ہم دعا کرتے ہیں کہ **آپ کی روحانی آنکھیں بھی اچھی کرے**۔

**نوٹ**:۔ میاں نظام الدین صاحب باغبانپورہ کی میاں فیملی کے ایک معزز و ممتاز رکن تھے۔ اور اپنے عہد ملازمت میں۔ ای۔ اے۔ سی گورداسپور میں متعین تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے ساتھ ان کے تعلقات محبت و یگانگت تھے اور آخر وقت تک رہے میاں صاحب کو یہ خیال تھا کہ وہ شاید اپنے اثر اور رسوخ کیوجہ سے جو بہ حیثیت ایک جوڈیشل آفیسر کے اُن کو طبعاً حاصل تھا حضرت اقدس پر کوئی اثر مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق ڈال سکیں گے۔ اس واقعہ سے یہ بات نمایاں ہے کہ حضرت کے آئینہ قلب پر ان کے خیالات کا اثر پڑ چکا تھا۔ اور آپ جان چکے تھے کہ ان کے آنے کا کیا مقصد اور غرض ہے۔ اسلیئے آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا لیکن چونکہ رحیم و کریم واقع ہوئے تھے۔ اصرار پر منظور کر لیا۔ تاکہ دوسروں پر بھی حقیقت واضح ہو جاوے کہ آنے کی غرض اللہ تعالٰی کی رضا کی راہوں کو معلوم کرنا نہیں۔ چونکہ وہ ایک اعلٰی افسر تھے اسلئے مرزا صاحبان جو حضرت کی خدمت میں کبھی نہ آتے تھے ان کی معیت میں آنے پر مجبور تھے۔ اس واقعہ سے بعض خاص امور پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت اقدس کی **مرزا سلطان احمد صاحب سے ناراضگی کا موجب کوئی دنیوی امر نہ تھا**

خود مرزا صاحب مرحوم نے بارہا **خاکسار عرفانی** سے یہ حسرت کہا کہ مرزا صاحب مجھ سے اسلیئے ناراض تھے کہ میں سچا مسلمان بن جاؤں اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کروں۔ ورنہ اگر دنیا کا کوئی معاملہ ہوتا تو آپ اپنی جائیداد کا نصف حصہ اُن کو کیوں دے دیتے؟ حضرت کے طرز کلام کا بھی ایک پہلو نمایاں ہے کہ نہایت متانت کے ساتھ واقعات کی طرف اشارہ کرتے گئے

**آپ کے مدنظر مخلوق کی روحانی بھلائی ہی تھی**

اس لئے میاں صاحب کی درخواست دعا پر فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ **آپ کی روحانی آنکھیں بھی اچھی کرے**۔ ایک اور بات آپ کے اس مکالمہ میں نمایاں ہے کہ آپکے قلب پر اللہ تعالٰی ہی کی جبروت کا اثر تھا۔ اور اس کی حکومت و اقتدار پر ایمان لاتے ہوئے کسی انسان کی حکومت و قوت آپ پر موثر نہیں ہوتی تھی۔ آپ میاں نظام الدین صاحب سے ایسے رنگ میں گفتگو کر رہے جیسے ایک جلیل الشان سلطان کسی کو مخاطب کر رہا ہو۔

میاں نظام الدین صاحب سے خاکسار عرفانی کو بھی مرزا سلطان احمد صاحب کے ذریعہ ملاقات کی خوشی میسر تھی۔ وہ حضرت کے ذکر پر آپکے اخلاق اور خدا تعالٰی کی محبت میں محو ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ (عرفانی)

## (۲۶)

**ایک دفعہ** میں نہر کا پانی کھیت کو لگا رہا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا اور تنہا ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا دعا کر رہا تھا کہ **الٰہی میری اولاد کو نیک بنا**۔ تو اسوقت القا ہوا

ماھم بقوم ظالمین

اور پھر میرا لڑکا عنایت اللہ بیمار ہو گیا اُس کو اور اُس کی اولاد کو ڈولی میں بٹھا کر قادیان لے آیا۔ اسوقت میاں رحمت اللہ (میاں رحمت اللہ شاکر جو آجکل الفضل میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں۔ عرفانی) اپنی والدہ کے پیٹ میں تھا۔ میں ان کو لے کر حضرت صاحب کے گھر آ گیا۔ گرمی کے دن تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ حضرت نے ایکدن عشاء کی نماز کے بعد فرمایا کہ میاں نور محمد! گرمی کی شدت کیوجہ سے مکان تپ رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس بچہ کو کھلی ہوا میں لے جاؤ۔ ہم نے آپ کے مشورہ پر عمل کر کے کھارہ پیغام بھیجا۔ اور ہم کھارے چلے گئے جب وہاں جانے لگے تو حضور نے ایک شیشی اور آدھ سیر مصری کی دی اور فرمایا **گاؤ زباں بھگو کر مصری ڈال کر دیتے رہو**۔ ہم دو تین روز کھارے رہے میں روزانہ آتا اور حضرت اقدس سے دوا لے جاتا تھا۔ ایک روز اُس کو سخت تکلیف ہوئی صبح کو جمعہ کا دن تھا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس کو گھر لے جاویں۔ چنانچہ رستہ دار خود ڈولی اٹھا کر لے گئے۔ راستہ میں مینے کہا کہ میں جمعہ پڑھ آؤں تم لے جاؤ اور میں قادیان چلا آیا۔ قادیان کے میرے میں (جہاں آجکل دارالبرکات وغیرہ ہے عرفانی) دعا کی اور نماز جمعہ کے لئے آ گیا۔ نماز پڑھ کر گھر چلا گیا۔ مجھے زیست کی اُمید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالٰی نے اسے شفا دے دی۔ اس کے بعد وہ چار پانچ برس تک زندہ رہ کر فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب ہم کھارے سے گاؤں چلے گئے تو عنایت اللہ بھی اچھا ہو رہا تھا انھیں ایام میں میاں رحمت اللہ شاکر پیدا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکا نام **رحمت اللہ** رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور یہ آیت پڑھی ماارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔

**نوٹ**:۔ خدام آپ کے گھر کو اپنا گھر سمجھتے تھے۔ اور ہر ضرورت اور مصیبت کیوقت اس طرح پر چلے آتے تھے کہ گویا یہ کرت اور حصار ہے اور فی الحقیقت یہی بات تھی۔ تکلف آپ کی عادت میں نہ تھا۔ خیر خواہی سے صحیح مشورہ دیتے تھے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی عشق کی نشان کو دیکھو کہ آپ کو وہی نام پسند تھے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور ذکر ہو۔ اور آپ اسماء کے متعلق قرآن کریم سے استشہاد فرماتے تھے۔ (عرفانی)

## (۲۷)

**جب** کلارک والا مقدمہ ہو رہا تھا ایکدن رات کیبارہ بجے کے قریب ہمارے گاؤں میں مرزا اسمٰعیل بیگ اور بھائی عبدالرحیم صاحب پہونچے اور آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ

**میاں فضل الٰہی کو ساتھ لے کر قادیان آؤ**

اسوقت ہم وہاں سے روانہ ہو کر صبح کی اذان تک قادیان آ گئے اسوقت ایک پولیس مین یکہ پر ایک پروانہ لے کر بھی آ گیا صبح کی نماز اول وقت ہی پڑھ کر حضرت اقدس یکہ پر روانہ ہو گئے اور ۹ بجے کے قریب ڈاک بنگلہ میں گئے حضرت صاحب کے پہونچتے ہی اردلی اندر سے آیا اور اس نے کہا کہ

**صاحب آپ کو سلام دیتے ہیں**

اور آپکے لئے صاحب کے پاس کرسی بچھائی گئی۔ ہم چونکہ پیدل تھے اسلئے پیچھے پہونچے۔ جب ہم وہاں پہونچے تو حضرت صاحب اندر چلے گئے تھے۔ اسوقت ایک شخص دینا نام جو جماری برادری کا اور بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ اور ہم اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ وہ کانپتا اور ہانپتا ہوا آیا کہ شہر میں شور ہے کہ مرزا صاحب کو صندوق میں بند کر کے امرتسر کو لے گئے ہیں۔ ہم نے کہا کہ حضرت صاحب تو اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شام کے محمد اکبر ٹھیکیدار نے دعوت کی۔ پھر ہم اپنے گاؤں کو آ گئے حضرت صاحب کی نہایت صحبت کے برکات ہیں منشی اللہ بخش سے قادیان اور قادیان سے بٹالہ اور وہاں سے منشی اللہ بخش چلے گئے اور تکان نہ ہو ۲۲ میل کا فاصلہ طے کیا رات بھر جاگتے بھی رہے۔ مگر

**عشق و محبت کے سامنے یہ سب باتیں ہیچ ہیں**

**نوٹ**:۔ خاکسار عرفانی نے اس منظر کو بحمد اللہ دیکھا اور حیات مقدس ثانی کے نام سے اس مقدمہ کی روئداد کا کچھ حصہ شائع کیا۔ اور یہی مقدمہ نے الحکم کے اجرا کی تحریک کی۔ قادیان میں اسوقت یکہ بمشکل ملتے تھے بمشکل ایک آدھ یکہ ہوتا تھا۔ اور آپ کا عمل ہمیشہ سے یہ تھا کہ حتی دسواریاں میسر آ سکیں اپنے رفقا کے لئے مہیا کرتے تھے اور ان کے آرام کو مقدم کرتے تھے۔ آپ خود بھی پیدل جانا پسند کرتے اگر وقت مقررہ پر پہونچنے کی احتیاط مدنظر نہ ہوتی مجھے اب تک وہ نظارہ یاد ہے ہم لوگ جو پہلے سے بٹالہ موجود تھے۔ قادیان کی سڑک کے آخری حصہ پر کھڑے تھے جہاں وہ سری گوبند پور سے آنے والی سڑک سے ملتی ہے۔ اکثر دوستوں کی چیخیں نکل گئیں اسلئے کہ مقدمہ کی خدمت اور اس کے نتائج کا خطرہ تھا۔ مگر حضرت اقدس بدستور شاداں و فرحاں تھے تبسم آپکے ہونٹوں پر کھیلتا تھا اور چہرہ کی درخشانی اور مسرت کی لہریں کچھ اور ہی تجلیات پیدا کر رہی تھیں۔ وہاں سے حضرت احباب کے ہمراہ پیدل ہی تشریف لے گئے اور سیدھے ڈاک بنگلہ ہی چلے گئے۔ جہاں اس عہد کا **پیلاطوس** ٹھیرا ہوا تھا۔ میاں محمد اکبر مرحوم لکڑی کے ٹھیکیدار تھے اور بڑے ہی مخلص اور بعض مکمہ حضرت اقدس کے فدائیوں میں سے تھے۔ اللہ تعالٰی انکی تربت پر رحمت اور فضل کے فرشتوں کا نزول کرتا رہے **بھائی عبدالرحیم** صاحب کو بہت لوگ جانتے ہیں۔ یہ اسوقت قادیان میں نئے نئے آئے تھے۔ نو مسلم تھے دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مرزا اسمٰعیل بیگ تھا۔ حضرت کے پرانے خدام میں سے ایک یہ باقی ہیں اور دودھ کی دوکان کرتے ہیں۔ **میاں فضل الٰہی** صاحب بڑے مخلص خادم تھے۔ ان کو اس لئے بلایا گیا تھا کہ ممکن ہے ضمانت وغیرہ کی ضرورت پیش آئے۔ یوں بھی آپ کے معمولات میں یہ بات داخل تھی کہ مخلص اور وفادار خدام کو ایسے موقعوں پر بلا لیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ ثواب میں داخل ہوں اور مجاہدات کی تربیت ہو سکے۔

(عرفانی)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھیے اخبار الحکم ۲۱ ستمبر ۱۹۳۴ء)

پھر فرمایا: انسان کا دل پر قابو نہیں۔ ایک غم کی مجلس ہو اور کسی کو کہدو ٹھٹھا کرو نے لگ جائے تو وہ نہیں رہ سکتا ایسا ہی اندرونی خواص اور جذبات پر انسان کو قابو نہیں۔ ان کی ہمدردی بھی ہے اور ہمدردی تعلق کو چاہتی ہے۔ دعا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثلاً ایک دہقان ایک بادشاہ کے پاس بھی آوے اور گھوڑا مانگے۔ بادشاہ یہ سوچ کر کہ اس کا کام گھوڑے سے کیا ہے اور اس کو اس کے اس سوال کے عوض میں ایک بیل دیدے جو اس کے کام آئے۔ قبولیت دعا میں ایسا بھی ہو جاتا ہے

پھر فرمایا کیا خدا کی محبت کا تعلق کم از کم ایسا بھی نہیں جیسے کہ بچے کا ماں سے۔ بچہ بعض سوالات بیجا بھی ہوتے ہیں۔ بچہ آگ کو پکڑتا ہے۔ لیکن خواہ نخواہ روکا جاتا ہے۔ اور اپنے سوال سے محروم رکھا جاتا ہے۔

کیا ہماری یہ سب خواہشیں عقل صحیح سے نکلی ہیں۔ اکثر لوگ بعد میں خود ہی متنبہ ہو جاتے ہیں۔ کہ ہماری فلاں خواہش غلط تھی

۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ آپکے نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں؟

فرمایا مولویوں سے جا کر پوچھو کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اس کو جو نہ مانے گا اسکا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح مہدی ہوں جو آنے والا تھا

حضرت مسیح کے متعلق جو قرآن شریف میں آیا ہے کہ انہ لعلم للساعۃ اس سے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دینے والا ایک پیش خیمہ تھا۔ ساعت سے مراد ہے ایک عظیم الشان امر آئندہ آنے والا یعنی مسیح کا ظہور اس بات کا نشان تھا کہ اسرائیلیوں میں آخری نبی ہے اور اب خاتم النبیین اس کے بعد آئے گا۔

## ۲ فروری ۱۹۰۱ء کی سیر

حضرت اقدس پچھلے دو چار روز سے سیر کو تشریف نہ لے گئے تھے۔ بایں خیال تفسیر سورۃ فاتحہ جو اعجازی تفسیر ہے اپنے وقت پر پوری ہو جائے۔ مگر خلاف عادت سیر کو ترک کرنے کی وجہ سے طبیعت ناساز ہوگئی۔ اسلئے پھر آپ نے سیر کو نکلنا پسند فرمایا۔ آج جو سیر کو تشریف لے گئے تو مختلف موقعوں مندرجہ ذیل باتیں بیان فرمائیں۔

### شرک بُری بلا ہے

(۱) شرک بُری بلا ہے۔ اویت نفس بھی شرک ہے انسان جبتک پاک نہ ہو خدا کی نظر اس پر نہیں پڑتی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم کچھ پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ ہم کو بھی یہ خیال آ جاتا

(۲) انتشار روحانیت آسمان سے ہوتا ہے ایک آدمی کا کام نہیں ہے کہ اصلاح کرے۔ بلکہ آسمان سے ملائکہ چھوڑے جاتے ہیں۔ جو دلوں میں تبدیلی کرتے ہیں اور یہی تنزل الملائکۃ ہے۔

(۳) تمام کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مستدیر ہے جہاں سے دائرہ شروع ہوتا ہے وہیں آ کر ختم ہو جاتا ہے درمیانی زمانہ میں جو گندگیاں، ناپاکیاں فسق و فجور کی پھیل گئی ہیں اللہ تعالے چاہتا ہے کہ اب ان کو نکال کر صاف کر دے انسان کی بناوٹ کو دیکھو۔ دماغ کی بناوٹ فضلے سے کیسی پاک ہے اور ایسا ہی معدہ سے نیچے کا حصہ وہاں کوئی آلائش نہیں ہے درمیانی حصہ میں جس میں بول و براز وغیرہ چیزیں موجود ہیں ایسی طرح یہ درمیانی زمانہ کے تمام فسق و فجور اور شرک کو اللہ تعالے دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے کما بداکم تعودون اسی کی طرف اشارہ ہے تکمیل دائرہ کی اسیطرح ہوگی

(۴) یہ حیرت میں ڈالنے والا مسئلہ ہے۔ جب تک انجام اچھا نہ ہو۔ ابتدا کی بھلائی کچھ لطف نہیں دیتی ایک غور کرنے والا جب مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھتا ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہے کہ ابتداء کیا تھی اور اب یہ حالت کیسی ہے۔ بہت بڑا فتنہ سب سے بڑا عیسائیوں کا ہے اور دوسرا آریہ مذہب والوں کا۔ یہ دونوں بہت بڑے ہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالے اس جھوٹ اور شرک کی ترقی اور بلندی ظاہر کر کے اپنی قدرت کا تماشا دکھانا چاہتا ہے کہ کیونکر اس قدر بڑھی ہوئی بات کو ایک دم میں گرا سکتا ہے۔ جیسے اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ کا نظارہ دکھایا۔ اس وقت کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ اس شرک کو کیونکر گرایا جاوے گا۔ مگر آخر اللہ تعالے اس کو گرا دیگا۔ اس شرک کو اسی لئے اسقدر اونچا کیا گیا ہے کہ تا اس کے گرنے کا نظارہ ایک معجزہ ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت اور عادت میں داخل ہے کہ وہ لوگوں کو تھکانا اور حیرت میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ حضور یضل کے معنے حیرت میں ڈالنے کے بھی ہیں)

(۵) مغضوب قوت سبعی کے نیچے ہے۔ یہود اس قوت کے ماتحت اور مغلوب رہے۔ اور عیسائی قوت واہمہ کے نیچے شرک اسی قوت واہمہ سے پیدا ہوتا ہے۔ قوت سبعی والا تو افراط سے کام لیتا ہے کہ جہاں ڈرنے کا حق ہے وہاں بھی نہیں ڈرتا۔ اور قوت واہمہ کا مغلوب رسی کو سانپ سمجھ کر اس سے بھی ڈر جاتا ہے پس عیسائی تو اس قدر گرے کہ انھوں نے ایک مردہ انسان کو خدا بنا لیا اور یہود اسقدر بڑھے کہ انھوں نے سرے سے ہی انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تین قوموں کا ذکر کیا ہے اور تین ہی قسم کے لوگ رکھے بھی ہیں۔ اول وہ جو اعتدال سے کام لینے والے ہیں۔ یہ منعم علیہ گروہ ہوتا ہے ان کی راہ صراط مستقیم ہے۔

دوم۔ افراط والی قوم انکا نام مغضوب ہے

سوم:۔ تفریط سے کام لینے والے یہ ضالین ہیں

مغضوب کا لفظ بتاتا ہے کہ خدا تعالے نے کسی پر غضب نہیں کرتا۔ بلکہ خود انسان اپنے افعال بد سے اس غضب کو کھینچ لیتا ہے

(۶) سورۃ فاتحہ تو ایک معجزہ ہے اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے۔ پیشگوئیاں بھی ہیں۔ قرآن شریف تو ایک بہت بڑا سمندر ہے۔ کوئی بات اگر نکالنی ہو تو چاہیئے سورۃ فاتحہ میں بہت غور کرے۔ کیونکہ یہ ام الکتاب ہے اس کے بطن سے قرآن کریم کے مضامین نکلتے ہیں۔ قرآن شریف کا تو ایک نکتہ نکتہ تواتر کے نیچے ہے۔ مگر سورۃ فاتحہ بہت بڑے تواتر سے ثابت ہے ہر روز نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے

(۷) منطقی لوگ تعریف کرتے وقت فصل جنس تقسیم کیا کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں الانسان حیوان ناطق۔ سورہ فاتحہ میں یہ رنگ موجود ہے الحمد للہ کہا۔ پھر آگے رب العالمین اس کی فصل واقع ہوئی الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس کی حد ہو گئی۔ اس سے بڑھکر اور کوئی تعریف نہیں ہے۔

(۸) ایک شخص نے جو سورۃ مزمل کا وظیفہ کیا کرتا تھا اور اب اس کو آوازیں وغیرہ سنائی دیتی ہیں۔ اپنی ان مشکلات کو عرض کیا۔ فرمایا

"اب اس شغل کو چھوڑ دو۔ شریعت نے رہبانیت کو اسی لئے منع کیا ہے کہ اس سے دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے انبیاء علیہم السلام اس سے مستثنے ہوتے ہیں

مامور من اللہ کی صداقت کے دلائل میں سے اس کے قویٰ بھی ہیں۔ کیونکہ غیر محل پر وہ قوت نہیں بجاتی۔ اور اللہ تعالے حکیم ہے اور حکمت کہتے ہی ہیں وضع الشیٔ فی محلہ

پس مامور من اللہ کے قویٰ کی بناوٹ ایک نرالی قوت رکھتی ہے۔ قسم قسم کی تلخیاں اور مصیبتیں ان پر آ پڑتی ہیں۔ مگر خدا کی تسلی ان کی زندگی کا موجب ہوتی ہے اور ان کے قوےٰ ضعیف نہیں ہونے دیتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں کس قدر مصائب اور مشکلات پیش آئے اگر کوئی اور ہوتا تو قریب تھا کہ خودکشی کر لیتا۔ مگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت و استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا یہ قوت اور ہمت معجزہ ہے۔ خدا پر بھروسہ یہ سب سے بڑھکر یاقوتی ہے۔ اس سے سب خوف اور تکان دور ہو جاتے ہیں

اسرائیلی اور اسمعیلی سلسلے میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام اور پھر سب سے بڑھکر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شہرت ہے

(۹) یہودی ولایت کو نبوت سے افضل سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے حقیقت یہ ہے کہ ولایت کا مفہوم ہے خدا سے

محبت اور راز۔ پس دوسرے کی ولایت نبی کی نبوت کے سامنے کیا حقیقت رکھ سکتی ہے۔ نبی ہی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک ولی کے دو مرتبہ ہیں۔ ابتدائی مرتبہ میں وہ تائب کہلاتا ہے ولایت اسی سے شروع ہوتی ہے۔ اور آخری مرتبہ اور درجہ میں ولی کہلاتا ہے

توبہ کے کیا معنی ہیں۔ نفس امارہ کے جذبات سے ہٹ کر رب کریم کی طرف متوجہ ہو اور حرکت کرے یہ سلوک ولایت پہ جا کر ختم ہو جاتا ہے

(۱۰) افسوس کا مقام ہے کہ قومیں حقیقت کو بھول گئی ہیں اور نہیں جانتی ہیں کہ کس کا جلال پھیلانا چاہیئے خدا کا جلال قوموں کو دکھلاؤ۔ ہماری جماعت کو چاہیئے وہ شرک سے پرہیز کرے۔ عملی طور پر دوسروں کو تاکید کریں کہ خدا کا جلال ظاہر کریں۔ اور شرک کو چھوڑ دیں۔ اسی کے ضمن میں یہ بتا دیں کہ خدا کا ولی نہیں ہو سکتا جب تک شرک سے پرہیز نہ کرے۔

(۱۱) حضرت مسیح کے متعلق ہمارے مخالفین کا یہ اعتقاد ہے کہ انھوں نے پرندوں کو پیدا کیا۔ پس خالق ہوئے۔ مردوں کو زندہ کیا۔ پس وہ محی ہوئے خود زندہ ہیں پس وہ حی ہوئے اور اسطرح خدا تعالیٰ کی صفات میں اُن کو شریک کیا گیا ہے اس کا ذکر حضرت مولوی نور الدین صاحب نے کیا۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ ہم کو شرک کی طرف بلاتے ہیں کہ ہم ایک بندے عیسیٰ کو خالق اور حی۔ مان لیں۔ اور ہم انھیں توحید کی طرف بلاتے ہیں کہ وہ مسیح کے متعلق ایسے عقائد کو ترک کر دیں کتنا بڑا فرق ہے۔"

( الحکم جلد ۵ ۶ )

ایک امتحان والے آدمی کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی گئی فرمایا:۔

دعا تو کی جاتی ہے۔ مگر بعض دفعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے واسطے کوئی اور نعمت رکھی ہوئی ہوتی ہے اور دعا ظاہر الفاظ میں پوری ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ اس میں ایک ابتلا ہوتا ہے۔ خصوصاً اُن لوگوں کے واسطے جو بظاہر کامیاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو نیک تھے ہم پر یہ ابتلا کیوں آیا۔

۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء شام کے بعد دعا کے متعلق فرمایا:۔

ہم کو تو خدا پر اتنا بھروسہ ہے کہ ہم تو اپنے لئے دعا کبھی نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ہمارے حال کو خوب جانتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو جب کفار نے آگ میں ڈالا تو فرشتوں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا بلیٰ و لکن الیکم لا ہاں حاجت تو ہے مگر تمھارے آگے پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ فرشتوں نے کہا اچھا خدا تعالیٰ کے آگے ہی دعا کرو تو حضرت ابراہیم نے فرمایا علمہ من حالی حسبی من سوالی وہ میرے حال سے ایسا واقف ہے کہ مجھے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔

۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء اس بات پر ذکر کرتے ہوئے کہ مومنوں پر تکالیف اور ابتلا آیا کرتے ہیں۔ فرمایا۔

ایک شخص حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی لڑکی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے واسطے عرض کیا۔ اور منجملہ اس لڑکی کی تعریف کے ایک بات یہ عرض کی کہ وہ اتنی عمر کی ہوئی ہے۔ مگر آج تک اُس پر کوئی بیماری وارد نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ خدا کے پیارے ہوتے ہیں۔ اُن پر خدا کی طرف سے ضرور تکالیف اور ابتلا آیا کرتے ہیں۔" احباب میں سے ایک کو مخالفین کی طرف سے بہت تکالیف پہنچی ہیں۔ اُس نے اپنا حال عرض کیا فرمایا "آپنے بہت تکالیف اُٹھائی ہیں یہ بات آپ میں قابل تعریف ہے۔ جس قدر ابتلا ہوا ہے اُسیقدر انعام بھی ہوگا۔ ان مع العسر یسراً

بعض مخالفین جو ہمارے دوستوں کے ساتھ سختی کرتے ہیں اور ان کو تکلیف پہنچاتے ہیں اس کے ذکر میں اپنے دوستوں کو نرمی اور درگذر اور شرارت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

مخالفین کے مقابلہ میں جوش نہیں دکھانا چاہیئے۔ خصوصاً جو جوان ہیں اُن کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں ضروری ہے تم جلدی جلدی میرے پاس آؤ۔ معلوم نہیں کہ تم کتنا زمانہ میرے بعد بسر کرو گے۔ پاس رہنے میں روبخدا ہوتا ہے۔ انسان اگر روبخدا ہو تو وہ تفسیر مجسم ہوتا ہے۔ پاس رہنے میں انسان بہت سی باتیں دیکھ لیتا ہے اور سیکھ لیتا ہے

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ مجھے دس بارہ کوس تک ادھر ادھر جانا پڑتا ہے میں کس کو سفر سمجھوں اور نمازوں میں قصر کے متعلق کس بات پر عمل کروں۔ میں کتابوں کے مسائل نہیں پوچھتا۔ میں حضرت امام صادق کا حکم دریافت کرتا ہوں۔

حضرت اقدس نے فرمایا:۔

### سفر میں قصر و سفر کے مسائل پہ عمل کرے

میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں۔ خواہ وہ دو تین ہی کوس ہو اُس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے انما الاعمال بالنیات

بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔ لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اُٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے۔ تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی اُس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے ہے۔

### مسیح کیلئے نمازیں جمع کی جائنگی

دیکھو ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔ نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں بسبب بیماری کے اور تفسیر سورۂ فاتحہ کے لکھنے...... بہت مصروفیت کے ایسا ہو رہا ہے۔ اور ان نمازوں کو جمع کرنے میں تجمع له الصلوٰۃ کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائینگی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی اور ہوگا۔ اور وہ پیش امام مسیح کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔ سو اب ایسا ہی ہوتا ہے۔ جس دن ہم زیادہ بیماری کی وجہ سے بالکل نہیں آ سکتے اُس دن نمازیں بھی جمع نہیں ہوتیں۔ اس حدیث کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی عزت و تکریم کریں۔ ......

......

...... اور ان سے بے پرواہ ہو دیں۔ ورنہ ایک دو دن کے لئے یہ بات ہوتی تو کوئی نشان نہ ہوتا۔ ہم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لفظ لفظ حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں۔"

تفسیر سورۂ فاتحہ کے ذکر میں فرمایا:۔

"اس کتاب میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محامد اسقدر بیان ہونے شروع ہو گئے ہیں کہ ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اگر دن پورے نہ ہوتے تو میں چاہتا نہ تھا کہ بند کر دوں۔"

**فرمایا:۔**

"بہشت میں مومنوں کے لئے ترقیات ہوتی ہیں اور ترقیات انبیاء کے لئے بھی ہیں۔ ورنہ درود شریف کیوں پڑھا جاتا ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ ترقیات غیر متناہی ہیں۔"

**فرمایا:۔**

سارے قرآن شریف کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اصل صفات بھی جمالی ہیں اور اصل نام خدا جمالی ہے۔ یہ تو کفار لوگ اپنے ہی کرتوتوں سے ایسے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ بعض وقت جلالی رنگ دکھانا پڑتا ہے۔ اس وقت چونکہ اس کی ضرورت نہیں اسواسطے ہم جمالی رنگ میں آئے ہیں۔"

مکہ معظمہ کے متعلق یادگاروں کے قائم کرنے کا ذکر درمیان آیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

"ہماری رائے میں ایک بڑا بھاری کالج یا شفاخانہ بننا چاہیئے۔"

**فرمایا:۔**

مسیح کو تو لوگ اتنی لمبی عمر دینے کے واسطے بیفائدہ کوشش کرتے ہیں۔ اُن کی تھوڑی سی عمر نے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے۔ جو بڑی عمر کی خواہش کی جاوے۔ دنیا صلیب پرستی سے بھر گئی ہے اور جا بجا شرک پھیل گیا ہے۔ ہاں اگر اتنی عمر کا پانا کسی کے واسطے ممکن ہوتا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مستحق تھے جنھوں نے تھوڑی سی عمر میں ایک دنیا موحدین سے بھر دی اور انکے دل میں خدا کی محبت کا سچا جوش بھر دیا۔

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

## مجاہد ایران حضرت شہزادہ عبد المجید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

( سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۱۹۳۴ء صفحہ )

**عذر** مجھے افسوس ہے۔ کہ سفر بمبئی کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ میرے کاغذات میں جو نوٹ شہزادہ صاحب کے متعلق تھے۔ وہ کہیں کاغذات میں مل گئے۔ یا قادیان میں رہ گئے۔ اس لئے اب میں ان یادداشتوں سے قطع نظر اس سلسلہ کی تکمیل کی کوشش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ جن دوستوں کو کسی نہ کسی رنگ میں حضرت شاہزادہ صاحب سے تعلق رہا ہے۔ ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر وہ کوئی واقعہ ان کی زندگی کے متعلق یاد رکھتے ہوں۔ تو اسے لکھکر بھیجدیں۔ تاکہ وہ شائع ہو جاوے۔ خوب یاد رکھو:-

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت درجہاں

### خاکسار عرفانی سے تعلقات کا سلسلہ

شاہزادہ عبد المجید صاحب سے میری ملاقات ۱۸۸۹ء میں ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ یہ تعلقات بڑھتے گئے۔ حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کی یادگار کے طور پر ایک انجمن قائم کی گئی تھی۔ اور اشاعت اسلام کے لئے ایک مدرسہ اور ایک ماہواری رسالہ انوار احمدیہ کے نام سے جاری کرنے کا ارادہ کیا خاکسار عرفانی کو اس رسالہ کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اور انجمن کی طرف سے ضلع لدھیانہ میں تبلیغ کے لئے بھی وقتاً فوقتاً جانے کا موقعہ ملا۔ اول ہی اول میں اور شاہزادہ عبد المجید صاحب جمال پور تبلیغ اور تحریک اعانت کے لئے گئے۔ انجمن کی امداد کے لئے یہ طریق تجویز کیا گیا تھا۔ کہ آٹا فنڈ جاری کیا جائے۔ ہر گھر میں ایک برتن رکھدیا جاوے۔ جس میں دونوں وقت کچھ آٹا ڈال دیا جایا کرے اور پھر آٹھویں دن کوئی آدمی جا کر جمع کر لیا کرے۔ اس کے موافق ہم دونوں ایک گدھا برتنوں سے لدا ہوا لیکر جمال پور پہنچے۔ لوگوں کو جب معلوم ہوا۔ تو وہ سخت برہم ہوئے۔ رات کو ہمارا قیام مولوی عبد القادر جمالپوری کے پاس تھا۔ صبح کی نماز کے بعد شاہزادہ صاحب نے تقریر کی۔ تقریر کیا تھی۔ اچھی خاصی معذرت اور اپنی غلطی کا اعتراف اور آئندہ کے لئے توبہ تھی۔ میں ابھی بچہ تھا طبیعت میں تیزی تھی۔ شاہزادہ صاحب کی تقریر سے سخت تکلیف ہوئی۔ لوگوں نے بجائے اس کے کہ وہ متاثر ہوتے ڈانٹنا شروع کیا۔ مجھے غصہ آیا۔ اور میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے تقریر کی۔ اور کہا۔ کہ بڑے شرم کی بات ہے۔ شہزادہ صاحب جس قدر اپنی نیکی اور شرافت کا ثبوت دیتے ہیں۔ تم اسی قدر بھڑکتے ہو۔ کیا قصور اور کیا جرم کیا ہے۔ یہی کہ تم کو ایک نیکی کے کام کی تحریک کرنے آئے ہیں۔ کیا شاہزادہ صاحب نے اپنے لئے کچھ مانگا ہے۔ یا میں نے کچھ طلب کیا ہے۔ تم مسلمان کہلاتے ہو۔ اور اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ مہمان اور مسافر کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ غرض میری آواز بلند اور تقریر میں ایک جوش تھا شہزادہ صاحب میرا کُرتہ پکڑ کر کھینچتے۔ مگر میں کہتا چلا گیا۔ تب ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ کہ مولوی جی! معاف کرو۔ ہماری غلطی ہو گئی۔ آپ یہ برتن ہمارے گھروں میں رکھدو۔ اور ہم آٹا جمع کرینگے۔ میں نے کہا۔ اب کبھی نہیں رکھینگے۔ خدا تعالےٰ نے تم کو اس نیکی کا موقعہ دیا تھا۔ مگر تم نے اس کی قدر نہ کی۔ غرض وہ فضا بدل گئی۔ اور آخر ہم کامیاب ہو کر واپس ہوئے۔ شہزادہ صاحب نے مجھے کہا۔ یہ تو حالت ہی بدل گئی۔ میں تو ڈرتا تھا۔ کہ کہیں جنگ نہ ہو جاوے۔ میں نے کہا شہزادہ صاحب! زمیندار لوگ چونکہ سخت کام کرتے ہیں۔ یہ سختی پسند ہیں۔ بہرحال میں نے ان کو اس سفر میں دیکھا۔ کہ باوجود ایک عالی دودمان کا فرزند ہونے کے وہ نہایت منکسر المزاج واقعہ ہوئے تھے۔ اور ان کی تقوے اور انکساری کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نہایت منت اور خوشامد سے وہ ان لوگوں سے معذرت کر رہے تھے۔ حالانکہ کوئی غلطی اور قصور نہ تھا۔ آج مجھے اس کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں معلوم ہوتی ہے۔ کہ

**تم سچے ہو کر بھی جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو**

اس وقت سے شاہزادہ صاحب کے ساتھ میرے تعلقات بڑھتے چلے گئے۔ باوجودیکہ میں علم وفضل میں اس وقت بھی اور آج بھی ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا ہوں۔ مگر وہ ہمیشہ میرا احترام کرتے۔ یہ دراصل خود ان کے نفس کی خوبی اور کمال تھا مجھے ہمیشہ اس چیز نے متاثر کیا۔ کہ باوجودیکہ وہ ایک شاہی خاندان کے فرد تھے اور ان کی قوم کے دوسرے لوگ نہایت تبختر اور شان سے گردن فراز رہتے تھے۔ مگر شاہزادہ صاحب ایک منکسر المزاج انسان تھے۔ اور زمین پر وہ کامل خاکساری کے رنگ میں چلتے تھے۔ بہرحال میرا تعارف ان سے ایک دینی خدمت کے سلسلہ سے ہوا۔ اور انہوں نے میری جرأت اور دلیری کو سراہا۔ برخلاف اس کے میں نے اس وقت ان کے کمال اخلاق کو نہ سمجھا۔ اور انہیں علیحدگی میں کسی قدر ترش دے کہا۔ کہ آپ کو اس قدر لجاجت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ جبکہ ہم اپنی کسی ذاتی ضرورت کے لئے نہیں آئے تھے۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ دین اور دنیا کی ضرورتوں سے غافل اور ناواقف ہیں۔ اس وقت تو ان کو اسی طرح اس ضرورت سے واقف کرنا چاہئے جس طرح بچوں کو علمی شوق پیدا کرنے کے لئے محبت اور پیار سے اور پچکار سے آمادہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ کچھ انعام اور مٹھائی وغیرہ دیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ دین کی ضرورتوں سے واقف ہوتے تو یہ مصیبت ہی کیوں پیدا ہوتی غرض اس کے بعد میرے ان کے تعلقات میں ایک محبت آمیز شدت پیدا ہونے لگی۔ اور جب تک میں لدھیانہ میں رہا۔ اکثر ان سے ملاقات ہوتی۔

### شہزادہ والا گوہر اور شاہزادہ صاحب

میں اوپر وہ واقعہ بیان کر چکا ہوں۔ جو شاہزادہ والا گوہر سے پیش آیا۔ اور وہ مکتوب بھی درج کر آیا ہوں۔ جو آپ نے اپنی بریت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا۔ اس مکتوب سے شاہزادہ صاحب کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا عشق و ارادت ایمان میں قوت و ثبات ایسی کہ کبھی کوئی ابتلا پیش نہیں آیا۔ استغنا حضرت کی تعلیم اور ارشادات کی تعمیل کے لئے جوش حق کے مقابلہ میں کسی عزیز اور رشتہ دار کی پرواہ نہ رکھنا بلکہ سب کو بآسانی چھوڑ دینا اس خط سے ظاہر ہے حقیقت میں آپ کا عمل اس پر تھا ؎

سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے پنہ دکھیت و ما منم

اسی روحِ اخلاص کا نتیجہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے صدق و اخلاص کے متعلق شہادت دیکر مہر توثیق و بشارت ثبت کر دی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

> "ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ شاہزادہ عبد المجید خان صاحب نے وہی لکھا ہے۔ جو شاہزادہ والا گوہر کی کتاب میں دیکھا یا ان کے منہ سے سُنا۔ کیونکہ شاہزادہ عبد المجید خان صاحب ان کے قریبی رشتہ دار اور اول درجہ کے خیر خواہ اور دوست ہیں۔ اور بذاتِ خود نیک چلن اور راست گو اور متقی آدمی ہیں۔ ممکن نہیں کہ انہوں نے ایک حرف بھی بطور مبالغہ لکھا ہو۔" (ایام الصلح صفحہ ۷۵)

### ایک خاص شرف

شاہزادہ عبد المجید صاحب کو ایک خاص شرف اور سعادت حاصل ہے۔ جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پیچھے

نماز پڑھتے رہے۔ حضرت اقدس جب ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ تشریف لے گئے۔ تو آپ نے شاہزادہ عبدالمجید صاحب کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔ خود حضور کی طبیعت ان ایام میں بہت کمزور اور نحیف تھی۔ چنانچہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"ان دنوں شاہزادہ عبدالمجید صاحب امامت کرایا کرتے تھے۔ اور آنحضرت علیہ السلام بہت ہی کمزور نحیف اور ضعیف ہو رہے تھے۔" (صلا)

اس سے حضرت شاہزادہ عبدالمجید رضی اللہ عنہ کے روحانی مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اور ان کے تقویٰ و طہارت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ خدا کا برگزیدہ بندہ جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہو کر آیا ہے۔ وہ اُسے امام الصلوٰۃ مقرر کر کے آپ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت شاہزادہ صاحب اس عزت و شرف میں یگانہ تھے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ یہ مقام ہر شخص کو نہیں ملا۔ لودہانہ میں اول ہی اول جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے تو نماز کی امامت حضرت مولوی عبدالقادر مرحوم کراتے تھے۔ اور حضرت ہی نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ ۱۸۸۹ء میں جب حضور لدھیانہ میں تھے۔ اور محلہ جدید میں قیام تھا۔ تو حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ بھی امامت کراتے تھے۔ غرض حضرت شاہزادہ صاحب ان ایام میں امامت کراتے تھے اور حضور کی طبیعت بہت ہی کمزور اور ناساز تھی۔ دوران سر اور کثرت پیشاب کی شکایت تھی۔

## شاہزادہ صاحب کی کرامت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت نے غلط عقائد اور خلاف سنت اعمال اور ان کی وجہ سے ذہنیت اور تخیل میں جو خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اُسے بالکل بدل دیا۔ اور ایسا بدلا۔ کہ اصل حقیقت کھل گئی۔ اور قلوب میں تزکیہ کا رنگ پیدا ہو گیا۔ آپ کے وجود سے پہلے لوگ اولیاء اللہ کی کرامات کے ایسے رنگ میں قائل تھے جو عجوبہ پرستی سے زیادہ نہ ہو۔ ولایت اور کرامات کو ایسی چیز سمجھ لیا گیا تھا۔ کہ وہ کسی دوسرے کو نصیب ہی نہیں ہو سکتی۔ مگر حضور نے آکر مومن کی امید کو وسیع کر دیا۔ اور ولایت کی فلسفی میں اس حقیقت کو منکشف کیا۔ کہ ہر مومن ولی ہی ہوتا ہے۔ اور جس جس قدر وہ اپنے ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ مدارج ولایت کو حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح پر کرامت کے سلسلہ میں آپ نے یہ سبق دیا۔ کہ اخلاص و وفا اور صدق اللہ تعالےٰ کی راہ میں پوری استقامت کے ساتھ قدم بڑھانا ہی حقیقت کرامت ہے۔ چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ

### الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کرامت کا جو فلسفہ لوگوں نے پہلے سمجھ رکھا تھا۔ اسے بدل دیا۔ اور تائید و نصرت ایزدی کے کرشمہ جو عباد اللہ کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہی سب سے بڑی کرامت ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ایسے کامل مومنین اور ان کے دشمنوں میں جو امتیاز اور فرقان پیدا کرتا ہے۔ وہ ایک ایسی کرامت ہے۔ کہ اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ اور دنیا کا کوئی سلیم الفطرت انسان اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ حضرت شاہزادہ صاحب اللہ تعالےٰ کے ایک ولی تھے۔ اور ان سے بھی کرامتوں کا صدور ہوتا تھا یہ میرا خیال اور وہم نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا:۔

شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب پر مولوی عبدالعزیز لودہانوی نے (جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بے حد عناد تھا) ایک فوجداری استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی کا دائر کر دیا۔ اور اس کی بناء ایک اشتہار تھا جس میں مولوی عبدالعزیز صاحب کو کافر کہا گیا تھا۔ (لودہانہ کے احباب اس اشتہار کو تلاش کر کے مہیا کریں عرفانی) یہ مقدمہ خارج ہو گیا تھا۔ اس کے بعد جب شاہزادہ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور نے مقدمہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ چنانچہ شاہزادہ صاحب کا اپنا بیان ہے۔ کہ:۔

"عاجز انہیں دنوں میں قادیان گیا۔ حضرت اقدس نے مقدمہ کا حال پوچھا۔ عاجز نے عرض کیا۔ کہ مدعی نے خود ہی مقدمہ چھوڑ دیا۔ حالانکہ اس نے بڑے اہتمام سے مقدمہ اٹھایا تھا۔ اور ان کی جماعت نے پورا پورا زور مقدمہ کی پیروی میں خرچ کیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے مدعی کے دل میں ایسا رعب ڈال دیا۔ کہ اس نے مقدمہ چھوڑنے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ مقدمہ میں ناکامیاب ہونے کے علاوہ اس کا برادر رشید پردیس میں مر گیا جس سے اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ یہ بات سنکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ

یہ تو آپ کی کرامت ظاہر ہوئی

میں نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ تمام ذلت اور ناکامیابی کے دُکھ کی مار جو فریق مخالف کو نصیب ہوئی۔ یہ صرف حضور ہی کی دُعا سے ہوئی۔ یہ مقدمہ صرف اس وجہ سے کیا گیا تھا۔ کہ اسے شیخی بگھارنے کا موقعہ مل جاویگا۔ کہ دیکھا ہم نے ایک احمدی کی کیسے خبر لی۔"

شاہزادہ صاحب اس مقدمہ میں بھی نہایت مستقیم الاحوال رہے۔ باوجودیکہ اس وقت جماعت نہایت کمزور بھی اور لدھیانہ میں ان مولوی صاحبان کا اثر اور رسوخ بیحد تھا۔ لیکن اس قدرت نمائی کو دیکھو کہ فریق ثانی خود بخود مقدمہ چھوڑنے کو مجبور ہو گیا۔ یہ اگر کرامت نہ تھی تو کیا تھا۔ شاہزادہ صاحب نے فی الحقیقت مولوی عبدالعزیز صاحب کی اہانت اور تذلیل کے لئے یہ اشتہار نہ لکھا تھا۔ بلکہ ان کا مقصد محض

حق کی حمایت تھی۔

اور وہ اس حملہ کا دفاع کر رہے تھے۔ جو باطل حق پر کرنا چاہتا تھا۔ ان کی نیت نیک اور اخلاص پر مبنی تھی۔ اس لئے دشمن باوجود اپنی کثرت اور وسعت اسباب کے خود میدان سے بھاگ گیا۔ ان حالات میں شاہزادہ صاحب سلوک اور مجاہدات کی منزلیں طے کرتے رہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ ان سے ایک بہت بڑا کام لینا چاہتا تھا۔

## شاہزادہ صاحب بحیثیت مصنف

شاہزادہ عبدالمجید خانصاحب اگرچہ ایک خاموش رہنے والے انسان تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو قلم و زبان دونوں سے حصہ دیا تھا۔ تقریر کرتے تو اس میں حکمت اور اثر کی قوت کام کرتی تھی۔ اور جب ضرورت ہوتی۔ تو آپ قلم برداشتہ مضامین بھی لکھ لیتے۔ اگرچہ وہ حیثیت مصنف کے کبھی ممتاز نہیں ہوئے لیکن اس میں ہرگز شبہ نہیں۔ کہ ان میں یہ قوت اور استعداد تھی۔ علاوہ ان وقتی اور مقامی اشتہارات کے جو سلسلہ کی اشاعت کے لئے انہیں لکھنے پڑتے۔ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں انوار احمدی کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار و برکات کا ذکر تھا۔ یہ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور شہادت صداقت پر لکھا گیا تھا۔ اس لئے علاوہ دلائل صداقت کے آپ نے اس میں آپ کے بعض صحابہ کی شہادتیں بھی درج کر دی تھیں۔ جس میں انہوں نے بتایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس طرح شناخت کیا ہے۔ اور کیا فیوض و برکات پائے۔ ایسا ہی انجام المکذبین بھی ایک رسالہ آپ نے لکھا تھا۔ میں اس وقت نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ شائع ہوا تھا یا نہیں۔ یا آپ صرف اس کا ارادہ رکھتے تھے۔ (عرفانی)

اس کے علاوہ آپ نے سورۃ الاخلاص کی ایک تفسیر لکھی۔ جس کو پڑھکر ہر شخص بے اختیار آپ کی علمی حیثیت کا اعتراف کرے گا۔ یہ تفسیر تصوف کے رنگ میں رنگین ہے۔ اور توحید کے جملہ مراتب کا ایک دلکش اور مؤثر بیان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید سے آپ کو کس قدر محبت تھی۔ اور اس کا کیسا عجیب اور مؤثر فہم آپ کو دیا گیا تھا۔ آپ اگر تصنیف و تالیف کے کام کو مستقل طور پر کرتے۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ

وہ ایک قابل مصنف ہوتے

## قادیان کی ہجرت

آخر وہ وقت آگیا۔ کہ شاہزادہ صاحب اس مقام پر پہونچ جاویں جو خدا تعالےٰ کی اس وقت ایک برگزیدہ بستی ہے۔ یعنی قادیان حضرت شاہزادہ صاحب نے اس حقیقت کو خوب سمجھ لیا تھا۔ کہ ایمان کا کمال اور اسکی حقیقت صحیح معنوں میں پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قادیان کو ہجرت نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ اس خصوص میں ہمیشہ انکے زیر نظر رہتے تھے۔ اور وہ اسی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ موقعہ مل جائے تو

دیار حبیب میں جا کر ڈیرا جمائیں

ملازمت کے سلسلہ سے الگ ہو چکے تھے۔ اور اب لودہانہ میں کوئی چیز انکے لئے باعث کشش نہ تھی۔ رفیقہ حیات جوانی ہی میں فوت ہو چکی تھی۔ اور انکی وفات کے بعد انہوں نے کبھی خیال بھی نہ کیا کہ پھر متاہل زندگی کو اختیار کریں۔ بلکہ انہوں نے نہایت صبر اور سکون کے ساتھ اسی حادثہ میں رضا بالقضاء کا ثبوت دیا۔ اور اسکے بعد اپنی عفت کا عملی نمونہ دکھایا۔ انہیں شادی کرنے کے لئے کوئی امر مانع نہ تھا۔ مگر انہوں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ میں جبکہ بغیر شادی کے بھی زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ تو پھر بار دیگر اس بار کو اٹھانیکی کوشش وسعی لاحاصل ہے۔ دراصل وہ شروع ہی سے اس فکر میں تھے۔ کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کوئی کارنمایاں کریں۔ اور تبلیغ کیلئے کسی جگہ جائیں۔ اس لئے وہ سمجھتے تھے۔ کہ اس قسم کے علائق بعض اوقات ایک روک ہو جاتے ہیں۔ انہیں اپنے نفس اور جذبات پر پوری حکومت اور قابو تھا۔ اپنی جوانی کے آغاز اور پورے شباب میں بھی وہ ایک عفیف انسان کی شان سے ممتاز اور مشارٌالیہ تھے۔ غرض اب جبکہ ہر قسم کے تعلقات اور علائق سے قدرت نے مخلصی بخشی۔ تو آپ نے قادیان چلے جانے کا عزم کر لیا۔ اور لودہانہ کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ کر قادیان دارالامان میں داخل ہوئے۔ اور زبان حال سے وہ کہہ رہے تھے ؎

اے قادیاں کی بستی تجھ پر سلام ہووے
تجھ پر خدا کی رحمت ہر دم مدام ہووے

(باقی آئندہ)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات

## بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کے تاثرات

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں ایک ممتاز مخلص تھے۔ الحکم میں ان کا ذکر بارہا ہوا۔ اور بارہا ہوگا۔ وہ لاہور کے ممتاز علم دوست اور علم پرور خاندان خلیفہ صاحبان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ خاکسار عرفانی کے وہ دوہرے بھائی تھے۔ اس لئے کہ عرفانی انکے والد محترم خلیفہ حمید الدین صاحب مرحوم کا شاگرد ہے۔ اور بعد میں ہم دونوں طالب علمی ہی کے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہو کر ایک ہی باپ کے بیٹے ہو گئے۔ انکی اہلیہ ثانی نے الحکم کے خاص نمبر کے لئے اپنے تاثرات لکھے تھے۔ مگر وہ ایسے وقت پر آئے۔ کہ شائع نہ ہو سکے۔ اب جبکہ الحکم میں صحابیات کا تذکرہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ ان کے رمزدہ تاثرات کو درج کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ بیگم صاحبہ موصوف حسب وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں اور بھی بہت کچھ تحریر فرمادینگی بلکہ وہ خصوصیت سے دوسری صحابیات سے حالات جمع کرکے اس سلسلہ میں ایک غیر فانی خدمت کا اجر لیں گی۔ (عرفانی)

### میں کیونکر احمدی ہوئی؟

میری تقریباً بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ سال کی عمر تھی۔ جبکہ میں نے اپنے بڑے بھائی ڈاکٹر فیض علی صاحب سے سنا۔ کہ جو کہ افریقہ سے تین سال کے بعد آئے تھے۔ کہ ایک صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوے کیا ہے۔

میرے بھائی صاحب کو بیمار رہنے کی وجہ سے آب وہوا تبدیل کرنے کے لئے افریقہ سے بمبئی تک آنے کی اجازت تھی۔ جہاز سے اتر کر ان کو معلوم ہوا۔ کہ افریقہ جانے والا جہاز ایک ہفتہ کے بعد جائیگا۔ ان کے ساتھ حضرت ڈاکٹر [illegible]ت علی صاحب برادر حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم بھی تھے۔ انہوں نے جہاز میں ہی میرے بھائی صاحب کو تبلیغ احمدیت کی تھی۔ اور وہ دل سے احمدی ہو چکے تھے۔ انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ کیوں نہ اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نیاز حاصل کیا جائے۔ وہ آخری دن امرتسر پہونچے۔ اور ہم لوگوں کو مل کر اور چند گھنٹے گھر پر ٹھہر کر قادیان روانہ ہو گئے۔ وہاں پر وہ حضور کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور پھر وہیں سے افریقہ چلے گئے۔

پھر بھائی صاحب دو سال کے بعد افریقہ کی ملازمت چھوڑ کر امرتسر میں آگئے۔ مگر انہوں نے احمدیت کا چرچا شروع کیا۔ اور انکی مخالفت ہونے لگی۔

میری والدہ صاحبہ اس خیال سے کہ لوگ مخالفت کرتے ہیں بھائی صاحب کو سمجھایا کرتی تھیں۔ مگر خود اپنی طرف سے وہ کچھ نہ کہتی تھیں۔ مجھے بچپن سے دینی باتیں سننے کا بہت شوق تھا۔ میں بھائی صاحب سے کبھی حضرت صاحب کی باتیں پوچھتی۔ تو والدہ صاحبہ مجھے اس طرح جس طرح کوئی پیار سے جھڑکتا ہو۔ کہا کرتی تھیں۔ کہ تجھے کیا پتہ ہے۔ اور وہ سچ بھی کہتی تھیں۔ کیونکہ چودہ سال کی عمر اور بالکل ان پڑھ۔ ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو پڑھانا بڑا عیب سمجھا جاتا تھا۔

اسی زمانہ میں میں نے اپنی سمجھ کے مطابق منت مانی۔ کہ مجھے اگر کرتے کے اوپر واسکٹ پہننے کی اجازت ملجائے۔ تو میں مان لونگی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں۔ اس وقت کنواری لڑکیوں کا کرتہ کے اوپر واسکٹ پہننا عیب میں داخل تھا۔ عید کا موقعہ تھا۔ میرے بڑے بھائی چھوٹے بھائیوں کے کوٹوں کے لئے خوبصورت سیاہ رنگ کا کپڑا لائے تھے۔ میری والدہ صاحبہ خدا غریق رحمت کرے۔ سلائی بہت عمدہ جانتی تھیں۔ وہ کوٹ کترنے لگیں۔ میں اور بھائی صاحب انکے پاس بیٹھے تھے۔

میں نے دل میں کہا۔ کہ یا الٰہی اگر تیرے مسیح موعود سچے ہیں تو میری منت پوری ہو جائے۔ اور مجھے واسکٹ بنانے اور پہننے کی اجازت مل جائے۔ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو نہ کہا۔ اور چپ چاپ بیٹھی دیکھتی رہی۔ جب کوٹ کترے گئے۔ تو کچھ کپڑا بچ گیا۔ میں نے والدہ سے کہا۔ کہ اس کی مجھے واسکٹ بنادیں میری والدہ صاحبہ نے کہا۔ کہ کون لڑکی واسکٹ پہنتی ہے۔ جو تم پہنوگی۔ میں چپ ہو گئی۔ لیکن میرے بھائی صاحب والدہ صاحبہ کے سر ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ کس شریعت میں لڑکی کو واسکٹ پہنانا جائز نہیں۔ میں تو پسند کرتا ہوں۔ بہ نسبت لڑکے کے لڑکی کے لئے واسکٹ پہننا بہتر ہے۔ بھائی کی یہ باتیں اماں جان کو پسند آئیں۔ انہوں نے مجھے کپڑا دیدیا۔ میں نے شام تک واسکٹ سی کر تیار کرلی۔ اور اس میں دو جیب بھی لگالئے۔

میرے لئے یہ واقعہ حضرت صاحب کو دل سے ماننے کا موجب ہوا۔ اس کے بعد مجھے بجائے خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کے ایک اور سوجھی۔ میں نے کہا۔ کہ کیا اچھا ہو۔ اگر آج میری جیب میں ایک روپیہ بھی ہو۔ میرے والد صاحب غفر اللہ فوت ہو چکے تھے میرے چھ بھائی ہیں اور میری والدہ ہم آٹھ آدمی تھے۔ اور بڑے بھائی صاحب افریقہ گئے ہوئے تھے۔ اور دو ماہ کے بعد دو ڈھائی سو روپیہ بھیجدیا کرتے تھے۔ روپیہ ختم ہو چکا تھا۔ بھائی فیض علی صاحب ان دنوں بیکار تھے۔ کبھی کبھی کوئی فیس آجایا کرتی تھی۔ شام کو جب بھائی صاحب گھر میں آئے تو انہوں نے مجھے ایک روپیہ دیا۔ میں نے لیکر جیب میں رکھ لیا میری یہ بچوں والی منتیں جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کو واسطہ بناتے ہوئے مانیں۔ چند گھنٹوں میں پوری ہو گئیں۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں بچوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھی بچوں کا سا سلوک کرتا ہے۔

اب میں نے بھائی صاحب سے کہنا شروع کیا۔ کہ قادیان چلو۔ بھائی صاحب نے اماں جان سے کہا۔ کہ میں نے تو اب قرآن کریم کا ترجمہ شروع کیا۔ اور چھوٹے دونوں بھائیوں کو قادیان کے اسکول میں داخل کرا دیتا ہوں۔ تاکہ یہ دینی تعلیم میں جاہل ہی نہ رہ جائیں۔ والدہ صاحبہ روتی تھیں۔ کہ میں اکیلے بچے قادیان میں نہیں چھوڑ سکتی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے۔ کہ وہاں پر لڑکے بداخلاق ہو جاتے ہیں۔

بھائی صاحب نے کہا۔ کہ آپ خود قادیان چل کر دیکھیں اگر آپ کو وہاں پر کوئی خرابی نظر آئے۔ تو بیشک اپنے بچوں کو واپس لے آئیں۔ رشتہ داروں نے یہاں آنے میں بہت روکاوٹیں پیدا کیں۔ فیصلہ یہ ہوا۔ کہ اب کے رمضان شریف قادیان میں گذارا جائے ہم غالباً چودہ شعبان کو قادیان پہونچے۔ ایک ماہ پہلے سے جو مکان بھائی صاحب کرایہ پر لے گئے تھے۔ اس میں اترے۔ والدہ صاحبہ کو راستہ میں یکہ کی سواری کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ وہ تو آکر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئیں۔ بھائی صاحب مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ والدہ صاحبہ نے ان کے جانے کے بعد نماز پڑھی اور مصلیٰ پر ہی لیٹ گئیں۔ عصر کا وقت تھا ذرا آنکھ لگ گئی۔ اور پھر چونک کر اٹھ بیٹھیں۔ اتنے میں بھائی صاحب آگئے والدہ صاحبہ نے بھائی صاحب کو بتایا۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے سرہانے ایک بزرگ سفید پوشاک پہنے ہوئے اور سفید ریش۔ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ یا حضرت عیسیٰ۔ یا حضرت عیسےٰ۔ یا حضرت عیسےٰ یعنی انہوں نے اس بات کو تین بار دہرایا۔ اس پر بھائی صاحب نے کہا۔ کہ دیکھئے یہاں پر آتے ہی آپ کو بشارت ہوئی ہے اب آپ کو ایمان لانے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے۔ اس وقت میں نے بھی یہ بتایا۔ کہ میری دو باتیں یعنی روپیہ اور واسکٹ والی پوری ہوئی تھیں۔ اس پر بھائی صاحب ہنس پڑے اس کے بعد قریباً پندرہ دن مشورے ہوتے رہے۔ کہ حضرت صاحب کے گھر کب جائیں۔ بھائی صاحب بھی کچھ عمر رسیدہ نہ تھے۔ اور ہماری بھی کسی عورت سے واقفیت نہ تھی۔ اس لئے ہم وہاں جانے سے جھجکتے تھے۔

آخر ایک دن بھائی صاحب ہمیں حضرت صاحب کے گھر پہنچا آئے۔ والدہ شادیخان صاحب مرحوم جن کو لوگ دادی کہا کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیں لیجا کر ایک تخت پوش پر جو کہ اونچے دالان کے آگے صحن میں بچھا ہوا تھا۔ بٹھا دیا۔ چند مستورات جو وہاں تھیں۔ انہوں نے حضرت ام المومنین کو اطلاع دی۔ وہ باہر آئیں۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کو ایک عورت نے اطلاع دی۔ کہ ڈاکٹر فیض علی صاحب کی والدہ صاحبہ امرتسر سے آئی ہیں حضور اندر سے فوراً تشریف لے آئے۔ میری والدہ صاحبہ نے ایک عورت کے ذریعہ آپ کو سلام علیکم عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ اور پوچھا کہ کب آئی ہو۔ والدہ نے کہا۔ کہ پندرہ دن ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اتنے دن کہاں ٹھہرے رہے۔ والدہ نے کہا۔ کہ کوئی ماڈو ملانی ہیں۔ ان کا مکان فیض علی نے پہلے سے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ وہاں پر ٹھہرے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے گھر کیوں نہ آئیں۔ کرایہ کا مکان لینے کی کیا ضرورت تھی۔ کھانے کا کیا انتظام ہے۔ والدہ نے کہا۔ کھانا ہم خود پکا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے مہمان ہو کر خود کھانا پکائیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ قادیان میں جو مہمان آتا ہے۔ وہ ہمارا ہی مہمان ہوتا ہے کیا آپ کو ڈاکٹر فیض علی نے نہیں بتایا۔ والدہ نے کہا۔ بتایا تو تھا۔ مگر میں نے خیال کیا۔ کہ ہم چھ آدمی ہیں۔ اور زیادہ دن ٹھہرنا تھا۔ اس لئے مناسب نہ سمجھا۔ کہ آپ کو تکلیف دوں۔

آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارا حکم ہے۔ کہ ہمارے مہمان ہمارے گھر سے ہی کھانا کھائیں۔ دادی کہاں ہے۔ دادی پاس ہی کھڑی تھی۔ اس نے کہا۔ کہ میں حضرت جی یہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کے ساتھ جا کر گھر دیکھ لو۔ اور دونوں وقت کھانا پہونچا کر آیا کرو۔ اور خیال رکھو کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔ والدہ سے میرے متعلق پوچھا۔ کہ یہ فیض علی کی لڑکی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں یہ اس کی ہمشیرہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی کیا عمر ہے۔ والدہ نے کہا چودھویں میں ہیں۔ فرمایا۔ کیا ان کی شادی ہو گئی ہے۔ والدہ صاحبہ نے کہا۔ نہیں ابھی تو ان کے بڑے بھائی کی شادی بھی نہیں ہوئی۔

پھر ہم کو مائی فجو اور دادی چھوڑنے آئیں۔ اور اسی روز سے کھانا لنگر خانہ سے آنے لگا۔ اس وقت لنگر خانہ گھر ہی میں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جلسہ سالانہ میں بھی کھانا گھر ہی میں پکا کرتا تھا۔ اور حضرت ام المومنین صاحبہ کھانا تقسیم کیا کرتی تھیں۔ پانچ چھ دن کے بعد میں اور میری والدہ صاحبہ مغرب کے بعد بیعت کرنے کے لئے گئے۔

حضور ایک چھوٹے سے کمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ جو کہ اونچے دالان کے ساتھ تھا۔ اس کمرہ میں کسیر بچھی ہوئی تھی۔ اوپر ٹاٹ کے دو ٹکڑے بچھے ہوئے تھے۔ آپ کچھ لکھ رہے تھے۔ جگہ تنگ تھی۔ اس لئے ہم دونوں دروازے میں بیٹھ گئے۔ حضور نے ہم سے بیعت لی۔ بعد میں جب میں نے باہر کی طرف دیکھا۔ تو کچھ عورتیں اور بھی دالان میں بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ بھی دعا میں شامل تھیں۔

دوسرے دن اقبال علی اور منظور علی دونوں بھائیوں کو سکول میں داخل کرا کے ہم واپس امرتسر چلے گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
(مینیجر)

# رفیع الدین نورالدین کے قدموں میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

**اعتذار** مجھے نہایت افسوس ہے۔ گذشتہ ہفتہ کاتب صاحب کی غلطی سے اس مضمون میں قرآن شریف کی آیات کی غلطیاں ایسی بری طرح سے باقی رہ گئیں۔ جب اخبار چھپنے پر میں نے دیکھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی۔ مثلاً میں نے درست کر دیا تھا۔ اذکنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ میری اصلاح کے باوجود وہاں یہ چھپ گیا اذکنتم خالف بین قلوبکم مجھے اس فرد گذاشت پر سخت ندامت ہوئی۔ کہ میں نے دوبارہ اصلاح شدہ غلطیوں کو نہیں دیکھا۔ آئندہ سخت احتیاط برتی جائیگی۔ امید ہے۔ قارئین الحکم گذشتہ پرچہ میں قلم سے اصلاح کر لیں۔ اور آئندہ کیلئے احتیاط برتنے کے عذر کو قبول فرمائیں۔ (محمود احمد عرفانی)

(نوٹ از بندہ) پچھلے دنوں بعض لیڈران قوم کی اس بات پر بڑی تعریف کی گئی۔ کہ انہوں نے ہندو مسلم کو ایک جگہ کھانا کھلایا۔ اور یہ اتحاد کے لئے بڑا اچھا گر ہے۔ لیکن قرآن مجید نے یہ اصولِ اتحاد مدتوں سے پیش کیا ہوا ہے اور درحقیقت ایک دسترخوان پر مل کر کھانا قومی محبت پیدا کرتا ہے۔ میں نے اس کا نظارہ دارالمسیح قادیان میں دیکھا۔ کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے چند جمعرات ایسا کیا۔ کہ چند دوستوں کو فرما دیا۔ کہ اپنے اپنے ہاں سے کھانا لے آئیں۔ اور مسجد مبارک میں لا کر مل کر کھائیں۔ پس جیسے کسی دوست کو توفیق ہوتی۔ ویسا سادہ یا پُر تکلف کھانا لاتا۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھاتے۔ ساتھ مل کر کھانے سے بڑھکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اور بھی بڑھے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس جگہ سے پانی پیتیں۔ آپ بھی پیالہ کو اسی جگہ سے استعمال فرماتے اور ساتھ مل کر کھاتے۔ یہ تمدن باعث ازدیاد محبت ہے۔ نہ کہ وہ تمدن جو کہ ایک دوسرے کے کھائے ہوئے برتن میں خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ مانجے بغیر نہیں استعمال کرتے۔ تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا۔ بیشک صفائی ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن ساتھ مل کر کھانا صفائی کے خلاف نہیں ہے۔ کم از کم جن کے ساتھ انسان متحد ہو۔ ان کے ساتھ تو شامل ہو کر کھائے۔ جن سے طبیعت نفرت کرتی ہو۔ انکے ساتھ نہ کھائے لیکن اتحاد کے قائم کرنے کیلئے بسا اوقات ذاتی فوائد کو قومی فوائد پر قربان کرنا ضروری ہے۔ درس ختم

ڈائری ۱۴ر اکتوبر ۱۲ء۔ درس بخاری

فرمایا۔ کہ حضرت عمرؓ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف افسر مال بنا کر بھیجا۔ اتفاق سے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت سڑک پر سے گذرے۔ جہاں سے ابو ہریرہؓ سرکاری مال لا رہے تھے حضرت عمرؓ نے اندازہ لگا لیا۔ کہ اتنا مال ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے وہ مال بیت المال میں داخل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کسی سے دریافت کیا۔ کہ ابو ہریرہ نے مال گودام میں کتنا مال جمع کیا ہے تو جتنا انہوں نے کیا تھا۔ اتنا ہی بتا دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اس خدا کے دشمن کو بلا لاؤ۔ اور اس کا گھر بھی لوٹ لو۔ اب بوجہ رعب کوئی بول نہ سکا۔ لیکن ایک صحابی نے جرأت کی۔ کہ حضور نبی کریمؐ کے صحابی کے متعلق کیا حکم جاری کر دیا۔ کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ کہ اس کا مال ضبط کر لو۔ اور بلا لاؤ۔ پھر بتاؤنگا حضرت ابو ہریرہ حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ مال تم جتنا لائے۔ اس سے کہیں بہت کم داخل خزانہ کیا۔ ابو ہریرہ نے کہا۔ کہ سرکاری مال اسی قدر تھا۔ باقی میرا تجارتی مال تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم لوگ صحابی ہو۔ کوئی شخص حدیث سے یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ حاکم وقت کو تجارت کرنا جائز ہے۔ کوئی ثابت نہ کر سکا۔ معلوم ہوا۔ کہ حاکم کو تجارت ناجائز ہے۔

خطبہ جمعہ ۱۴ر اکتوبر ۱۲ء فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح
اول امیر المومنین وامام المتقین

حضور نے کذبت ثمود وعاد بالقارعۃ اور اس کے سیاق کو پڑھکر فرمایا۔ کہ جب ان قوموں نے حقیقت کو چھوڑ دیا۔ تو ان کو ٹوکا گیا۔ جو بھی راہ راست کو چھوڑتے ہیں۔ وہ ہرگز سکھ نہیں پا سکتے۔ بڑے بڑے جنگجوؤں کو ایسا تباہ کیا۔ کہ کانہم اعجاز نخل خاویۃ۔ کھجور کے کھوکھلے تنوں کی مانند ہو گئے۔ رنجیت سنگھ وغیرہ کو دیکھو۔ اس کا حقیقی لڑکا ایک ہوٹل میں مر گیا۔ مگر کسی نے نہ پوچھا۔ کہ وہ کون ہے۔

ایک بادشاہ نے سولہ دن میں سولہ لاکھ انسان بغداد میں قتل کئے۔ جو ان دنوں دار السلام کہلاتا تھا۔ اس نے اپنی بیوی کا نام جو کہ نہایت حسین تھی۔ انیس السحر رکھا۔ لیکن آخر اس کی بھی شامت آئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے ایک باغ بنوایا تھا۔ جس میں سونے چاندی کے درخت اور پھل نیلم۔ لعل یاقوت اور موتی وغیرہ کے لگائے۔ جس وقت وہ حراست میں لے لیا گیا۔ پینے کے لئے پانی مانگا لیکن اس کو نہ دیا گیا۔ وزیر نے کہا۔ کہ باغ میں سے [illegible] کو نیلم وغیرہ سونے کے تھال میں رکھکر لا دو۔ نوکروں نے ایسا ہی کیا۔ کہ مروارید بیش قیمت اور جواہرات سونے کے تھال میں لا کر اس کے آگے رکھے۔ کہ لو۔ پانی کیا کرنا ہے یہی جواہرات پی جاؤ۔ غرضیکہ اس کو پانی نہ دیا گیا۔ اور اس کا سر تلوار سے اڑا کر الگ پھینکا گیا۔

(نوٹ از بندہ) میری رُوح وجد میں آ رہی ہے۔ کہ اس کا تکبر۔ اس بات پر کہ میرے پاس اس قدر سونا۔ چاندی اور جواہرات ہیں۔ کس وحشت ناک طریقہ سے توڑا گیا۔ کہ پانی جیسی عام دستیاب ہونے والی چیز اس سے روک لی گئی۔ اور اُسے خدا کا کچھ پتہ دیا گیا۔ کہ تم کس قدر بھی جواہرات جمع کر لو۔ لیکن پھر بھی پانی جیسی بے قیمت چیز کے لئے کس قدر محتاج ہو۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

فرمایا۔ تکبر اور پھر فضولی اور غرور اور سستی یہ اچھے خصائل نہیں۔ ان سے دور رہنا چاہیئے۔

عاجز رفیع الدین منشی فاضل

ڈائری نویس حضرت امیر المومنین

# میں کیونکر احمدی ہوا؟

## (والد مکرم مولوی چراغ الدین صاحب قبلہ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور)

عزیز مکرم نورالدین بھٹی سٹوڈنٹ بی۔ اے نے اپنے والد صاحب محترم کے احمدی ہونے کے حالات لکھے ہیں۔ اور انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ اور صحابہ کے حالات بھی جمع کر کے بھیجتے رہیں گے۔ میں ان کے اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کے ان کی اس خواہش کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

نفس انسانی کا ارتقاء اس کے ماحول اور فطری نقوش پر منحصر ہے۔ گو اس کے اندرونی جذبات اخذِ عقائد میں بہت حد تک حصہ لیتے ہیں۔ مگر بیرونی اثرات مجموعی شخصیت کی تربیت کے لئے زیادہ ضروری اور ممد ہیں میں نے جس ماحول میں پرورش پائی۔ اس میں عیسائیت کا عنصر باقی عناصر سے کہیں زیادہ تھا۔ آبائی عقیدہ کہ حضرت مسیح ناصری امت محمدیہ کی رہبری کے لئے آسمان سے اتریں گے۔ میرے ذہن میں عیسائیت کے متعلق حسن ظن پیدا کر چکا تھا۔ اور مشن سکول کی تعلیم نے اسی عقیدت کو اور بھی مضبوط کر دیا۔

دماغی پختگی سے قبل ذہن تفریق و تمیز کے ناقابل ہوتا ہے۔ اور یہ وہ عمر ہے۔ جب انسان اعتقادات پر محض ماحول کے زیر اثر ایمان رکھتا ہے کیونکہ ایسی دلائل صادقہ اور براہین قاطعہ کو اس کا فہم و ادراک سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اس زمانے میں اگر اندرونی عقائد غیر متزلزل اور مضبوط نہ ہوں۔ تو وہ زمانے کے ناموافق جھگڑوں کو برداشت نہیں کر سکتے اور بالکل ممکن ہے۔ کہ کوئی تیز رو ان کو بہاتے جائے

یہی وقت تھا جب میرا سابقہ چند عیسائی مبلغوں سے پڑا۔ اور ان کی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میں عیسائیت کو خالص سونا سمجھتا ہوا اور اسی کو واحد بابِ نجات یقین کرتا ہوا اس نئے مذہب میں داخل ہو گیا۔

طبع انسانی میں تلاش حق کا جذبہ کم و بیش ضرور پایا جاتا ہے اور جستجوئے حقیقت بھی ان امور میں سے ایک امر تھا۔ جن کے زیر اثر میں داخل عیسائیت ہوا مگر انسانی عقل اگر الہام سے روشنی حاصل نہ کرے۔ زندگی کی بھول بھلیاں میں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ دنیا میں مذاہب اور عقائد اتنے کثیر التعداد ہیں۔ کہ ناقص بشری عقل حقیقت تک پہونچنے سے بالکل عاری ہے اگر خدائی شمع تاریکیوں کو بے نقاب نہ کرے۔ سو جہاں میں عیسائیت کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف تھا۔ وہاں میں انکشافِ حق کے لئے گفتگو، بحث و تمحیص، غور و فکر و کتب بینی کو بھی کافی وقت دیتا۔ حتے کہ جب میں سی۔ ای۔ سوسائٹی کا پریذیڈنٹ تھا۔ ان دنوں بھی مجھے یہی تشویش تھی۔ کہ سچا مذہب کونسا ہے۔ کیا میں حق پر ہوں؟ اور وہ سوال جو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے مجھے بے چین رکھا کرتا۔ یہ تھا۔ کہ کیا ایک انسان زندہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ اور کیا کوئی بشر ہوتے ہوئے بشریت کی قیود اور لوازم کے ساتھ ان ٹھوس فضاؤں کو چیرتا پھاڑتا آسمان جیسی بلندی تک زندہ جا سکتا ہے۔

## حضرت مسیح موعود کا سفر سیالکوٹ

وقت گذرتا گیا۔ اور اس تشنگی اور تڑپ میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک تقریر کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ جب حضور واپس آئے۔ تو وزیر آباد کے سٹیشن پر پادری سکاٹ صاحب اور میں بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان دنوں مذہبی حلقوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت چرچا تھا۔ اس لئے میں نے نہایت شوق سے گفتگو کو سنا۔ اور ان کی بزرگ و برتر صورت کو خوب جی بھر کر دیکھا۔ ان کی گفتگو روحانیت سے معمور تھی۔ اور پادری سکاٹ صاحب اپنے غیر شریفانہ اور اکھڑ طریقہ کلام سے بہت کھسیانے ہوئے۔ اور اپنی بد تہذیبی پر ندامت کا اظہار کیا۔ کچھ رعب تقدس اتنا تھا۔ کہ نہ تو پادری صاحب اور نہ میں ہی اپنی زبان کھول سکا۔

اس کے بعد میں پھر معمول کے مطابق اشاعتِ عیسائیت کے لئے ڈسکہ واپس چلا گیا۔ مگر مندرجہ بالا ملاقات کا اثر مجھ پر اتنا گہرا تھا۔ کہ میں نے وہاں چند احمدی لوگوں سے واقفیت پیدا کرنے کی ٹھانی۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی جان محمد صاحب ٹیچر ایم۔ بی مڈل سکول ڈسکہ میرے کافی گہرے دوست بن گئے۔ صاحب موصوف رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور اخبار الحکم بھی منگوایا کرتے تھے۔ اور اس طرح مجھے واقفیت بہم پہنچانے کا ایک زریں موقعہ مل گیا۔ انہیں ایام میں پادریوں نے مجھے احمدیوں سے ملتے جلتے دیکھ کر برافروختگی کا اظہار کیا اور کہا۔ کہ میں ان سعید لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھوں۔ یہ تنبیہ بھی میرے شوق میں تازیانے کا کام کر گئی۔ سچائی کے دعویدار کو بحث و تمحیص سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو حق ہے اسے تلف ہونے کا کوئی خوف نہیں مگر باطل "چور کی داڑھی میں تنکا" کی مثال گھبراتا ہے اور اپنی موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف حیلے اور تدابیر اختیار کرتا ہے۔ اس تنبیہ میں بھی عیسائیت کی شکست مضمر تھی۔ جس کو باطل ایمان کے لبادے میں پادری صاحبان لپیٹ رہے تھے۔

نتیجۃً میں نے اپنے دوستوں سے رابطۂ اتحاد کم نہ کیا اور جب کبھی بھی وقت ملتا۔ ان سے مستفید ہوتا۔ بعض اوقات جب میں موسے والا کی طرف دورے پر جاتا۔ تو اس جگہ کا امام الصلوٰۃ (جو احمدی تھا) مسمی میاں بڈھا مجھے مخاطب کر کے کہتا۔ "بابو جی تساڈا عیسیٰ تے فوت ہو گیا دا" گو میں اس وقت تو اس بات پر چنداں دھیان نہ دیتا تھا۔ مگر اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ جس طرح آواز کرۂ ہوائی میں ہمیشہ بازگشت کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح یہ فقرہ میرے دماغ کے کسی کونہ میں تسلط پا گیا۔ اور جب کبھی بھی موقعہ پاتا۔ اپنی کنج عزلت سے نکل کر اپنا تعارف کراتا۔ اور اس طرح وفاتِ مسیح کے عقیدے میں ممد ہوا۔

انہیں ایام میں پادری مہتاب الدین کو ایک خواب آیا۔ جو اس نے ہمیں صبح کچھ بے توجہگی سے سنایا۔ گو وہ تو مسکرا کر سنا رہا تھا۔ مگر میرے لئے وہ خواب حقیقت آشکار تھا۔ کہنے لگا۔ کہ رات کو میں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کو خواب میں دیکھا میں نے کہا۔ کہ آپ نے یہ لوگوں کو کیا گمراہ کیا ہے۔ اور کیوں انکو حقیقت سے برگشتہ کر دیا ہے۔" اس پر حضرت رسول کریم نے میرے ہاتھ پر ایک سوئی چبھوائی۔" میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ سوئی چبھوانے کا کیا مطلب ہے۔ کہ تیسرے دن پادری صاحب کو عین اسی جگہ کنویں کے قریب سے ایک سانپ نے کاٹا۔ اور وہ کئی دن بیمار رہا۔ یہ اشارہ تھا۔ اسکی غلط بیانی اور بد تہذیبی پر جو میں نے تو سمجھ لیا مگر اسکو ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک نظارہ دکھائی دیا۔ ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں مکہ معظمہ کی طرف بغرض حج جا رہا ہوں اور جب وہ مقدس منزل تھوڑی ہی دور رہ گئی ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دریائے ناپیدا کنار راہ میں حائل ہے۔ اور بڑی بڑی لہریں منظر کو اور بھی خوفناک بنا رہی ہیں۔ حیران و ششدر رہوں۔ کہ اسکو کس طرح عبور کروں کہ اچانک ایک کشتی نظر پڑی۔ جو بےخوف و خطر لہروں سے نپٹ رہی ہے۔ اس پر کچھ اور لوگ بھی سوار تھے۔ انہوں نے مجھے بھی کشتی میں بٹھا لیا۔ اور اسطرح میں مکہ پہنچا۔ اس کی تعبیر مجھے یوں سمجھ آئی۔ کہ دین اسلام برحق ہے۔ اور اسکا قبول کرنا مجھ پر فرض۔ مگر وہ دین اسلام نہیں جس میں میں پہلے تھا۔ بلکہ وہ اسلام جس تک صرف ایک خدائی کشتی رہنمائی کرتی ہے۔ اور جو تیرہ سو سال پہلے جیسا پاک مذہب ہے۔ اور جسمیں غلط عقائد اور بدعات کو دخل نہیں خوش قسمتی سے ان دنوں چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم بھی وہیں موجود تھے۔ انکی صحبت سے بھی میں خوب فیض یاب ہوا۔ اور آخر انکی وساطت سے سنہ ۱۹۰۹ء ماہ اکتوبر میں قادیان آیا۔ اور یہاں آکر خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت کی...... اور قادیان دارالامان کو ہی اپنا مسکن بنا لیا۔ خدا کی اس عطا کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ کہ جس نے مجھے اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا۔ الحمد للہ رب العلمین۔

# یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے اسکے کلام و حالات پڑھو

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی پڑھو۔ ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی۔ آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے۔ آپ کی سوانح عمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور

## حیات النبی

کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت ہر دو جلد صرف ........ عہ؍

## حیات احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چوبیس سالہ زندگی کے دوسرے دور یعنی سنہ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی۔ اس لئے سو سو صفحے کے حصص میں شائع ہو رہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر ۱۸۸۳ء کے حالات میں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو تو اس کے لئے کم از کم پانچسو ایسے خریدار تیار ہو جاویں جو چھپنے پر فوراً خرید لیا کریں۔

## سیرۃ مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ

جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں پیدا کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور آپکے کیرکٹر کی اعلیٰ شان حاصل کریں تو سیرۃ مسیح موعودؑ کا مطالعہ ضروری ہے جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت فی جلد عہ، مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمایئے

## مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے وہ اسوقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں

یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی۔ روح اور قوت رکھتے ہیں۔ نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے اصول کے سادہ اور آسان طریق۔ غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر و قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔

اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی نہیں صرف ایک روپیہ ہے

## مشاہدات عرفانی

یعنی

### ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگے گا کہ قعر مذلت سے نکلکر بام رفعت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں

**مسلمانوں کو قومی زندگی اور ملی روح پیدا کرنیکے لئے**

اس سفرنامہ کا پڑھنا نہایت ضروری ہے

قیمت جلد اول صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک

لیکن

الحکم بکڈپو نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے سو خریداروں سے بجائے دو روپے کے صرف ایک روپیہ ۸ آنے لئے جاویں۔

احباب جلد آرڈر دے کر فائدہ حاصل کریں

فرمایا

**حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے**

"یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو"

اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا تو پھر

**دس کروڑ روپیہ**

صرف کر کے بھی اسکو پورا نہ کر سکیں گے"

آپ نے جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

**"وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں تاکہ کام برابر جاری رہ سکے"**

# الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی طابع و ناشر چھپا اور الحکم آفس واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)